یہ پروانے ہیں شمعِ بزمِ حرا کے | نمونے ہیں یہ، سیرتِ انبیا کے
فدائی نبی ﷺ کے، مقرب خدا کے | یہ پُتلے وفا کے، یہ پیکر حیا کے

HIRA PUBLICATION

نبی کریم ﷺ سے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی

محبّت کے واقعات

اردو ترجمہ

روضة الأزهار في محبة الصحابة للنبي المختار

تالیف

الفقیر إلی اللہ تعالی

مفتی عبد الرحمن الکوثر عفا اللہ عنہ وعافاہ

ابن مولانا مفتی محمد عاشق الٰہی بلندشہری مہاجر مدنی رحمۃ اللہ علیہ، مدینہ منورہ

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے
صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی
محبت کے واقعات

اردو ترجمہ

روضة الأزهار في محبة الصحابة للنبي المختار

تالیف

الفقیر إلی اللہ تعالیٰ

مفتی عبد الرّحمن الکوثر عفا الله عنه وعافاه

ابن مولانا مفتی محمّد عاشق الٰہی بلندشہری مہاجر مدنی رحمۃ اللہ علیہ مدینہ منورہ

مترجم

مفتی سید عبد العظیم ترمذی زید مجدہم

مدیر معہد الترمذی، لاہور

ناشر: حرا پبلی کیشن، پنویل، نئی بمبئی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

تفصیلات

کتاب کا نام: نبی ﷺ سے صحابہ کرامؓ کی محبت کے واقعات

مرتب: مفتی عبد الرحمن الکوثر، مدینہ منورہ

مترجم: مفتی سید عبد العظیم، ترمذی

تزئین: احبابِ حرا پبلی کیشن، پنویل، نئی بمبئی

سن طباعت: ۱۴۳۳ھ ۲۰۱۳ء

بارِ طباعت: (حرا پبلی کیشن سے) اوّل

ناشر: حرا پبلی کیشن، پنویل، نئی بمبئی

ملنے کے پتے

(۱) ادارہ اسلامیات، ۱۹۰ محمد علی روڈ بمبئی انڈیا، فون نمبر: 022-23435243

(۲) مکتبہ حکیم الامت، سہارن پور، یوپی، انڈیا، فون نمبر: 09759870037

(۳) کتب خانہ محمودیہ، دیوبند یوپی، انڈیا، فون نمبر: 09358451593

(۴) مکتبہ الغزالی، گوکاڈل، شری نگر، کشمیر فون: 0194-2481821

صفحہ نمبر	فہرست مضامین	نمبر شمار
۷	عرض ناشر	۱
۸	مقدمہ: اللہ تبارک وتعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کی محبت ہر چیز سے مقدم ہے	۲
۹	تکمیل ایمان کے لیے آں حضرت ﷺ کے ساتھ سب سے زیادہ محبت ضروری ہے	۳
۱۱	**پہلا باب**	۴
۱۲	آں حضرت ﷺ کے ساتھ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی محبت کے واقعات	۵
۱۲	پہلی فصل	۶
۱۲	نبی کریم ﷺ کے ساتھ خلفاء راشدین کی محبت کے واقعات کے بیان میں	۷
۱۲	نبی کریم ﷺ کے ساتھ حضرت ابوبکر صدیقؓ کی محبت	۸
۱۴	حضرت ابوبکر صدیقؓ کا نبی کریم ﷺ کے ساتھ محبت کا ایک اور قصہ	۹
۱۵	حضرت ابوبکرؓ کا نبی کریم ﷺ کے فراق میں رونا	۱۰
۱۷	نبی کریم ﷺ کے ساتھ حضرت ابوبکر صدیقؓ کی محبت کا ایک اور واقعہ	۱۱
۱۸	حضرت ابوبکرؓ کا اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کی محبت میں سارا مال خرچ کرنا	۱۲
۱۹	حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا نبی کریم ﷺ کا دفاع کرنا	۱۳
۲۳	نبی کریم ﷺ کے ساتھ حضرت عمر فاروقؓ کی محبت	۱۴
۲۳	حضرت عمر فاروقؓ کا نبی کریم ﷺ کی سنت کے مطابق لباس پہننا	۱۵
۲۳	حضرت عمر فاروقؓ کا ارشاد گرامی	۱۶
۲۴	حضرت عمر فاروقؓ کا نبی کریم ﷺ کو قتل کے ارادے سے آنے والے شخص کو پکڑ کر لانا	۱۷
۲۷	نبی کریم ﷺ کی وفات کے وقت حضرت عمر فاروقؓ پر اثر	۱۸
۲۸	حضرت عمرؓ کا نبی کریم ﷺ کی برائی کرنے والے یہودی کے قتل کے لیے نکلنا	۱۹
۲۹	حضرت عمرؓ کی منافق کو قتل کرنے کی کوشش	۲۰

عرضِ ناشر

نَحۡمَدُہٗ وَنُصَلِّیۡ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ ۔ اَمَّا بَعۡدُ

اللہ کے پیارے حبیب ﷺ سے سچی محبت، ایمان کا حصہ اور تکمیل ِ ایمان کے لیے شرط ہے ۔اسی لیے ایمان میں جس قدر قوت اور پختگی ہوتی ہے؛ رسول اللہ ﷺ کی محبت دلوں میں اسی قدر موجزن اور مستحکم ہوتی ہے ۔ چناں چہ صحابہ کرام کی جماعت کو دیکھئے، جن کے ایمان کی تکمیل کی شہادت خود قرآن کریم نے دیا ہے ۔ان حضرات کو رسولِ کریم ﷺ سے ایسی محبت اور ایسا عشق تھا جس کی نظیر نہ اس سے پہلے دنیا نے کبھی دیکھا اور نہ اس کے بعد اس کا تصور کیا جاسکتا ہے ۔ بلا شبہ اس جماعت کا ہر فرد نبی ﷺ سے محبت میں اپنی مثال آپ تھا۔

انھیں سچے عاشقوں کی داستان کے چند واقعات کو حضرت مفتی عبدالرحمن کوثر صاحب مدظلہ العالی نے عربی زبان میں مرتب کیا ہے، جس کو مفتی سید عبدالعظیم ترمذی صاحب زید مجدہ نے اردو ترجمہ کرکے اردو قارئین پر احسان کیا ہے ۔

واقعتاً کتاب کا ہر واقعہ دل کی تختی پر نقش کرنے کے قابل ہے ۔ان واقعات میں ایسی جاذبیت ہے کہ اس کو پڑھنے کے بعد اپنے نبی سے سچی محبت کرنے والا ہر امتی نہ صرف اپنے ایمان میں تازگی محسوس کرے گا؛ بل کہ ان واقعات کے سانچے میں خود کو ڈھالنے کی سعی اور کوشش بھی کرے گا اور یہی اس کتاب کی تالیف کا اصل مقصد ہے ۔

اس کتاب کے مؤلف موصوف کو اللہ تعالیٰ جزائے خیر دے، جو میرے بزرگ بھی ہیں اور کرم فرما بھی؛ مدینۃ المنورہ میں آپ سے ملاقات پر جب اس کتاب کا مسودہ میرے ہاتھ آیا تو حضرت موصوف نے میری خواہش پر' حرا پبلی کیشن' سے اس کو شائع کرنے کی اجازت مرحمت فرمادی ۔جس کے لیے میں حضرت مفتی صاحب مدظلہ کا شکر گذار بھی ہوں اور دعا گو بھی ۔

اللہ تبارک وتعالیٰ حضرت مفتی صاحب زید مجدہ اور حرا پبلی کیشن کی خدمات کا دائرہ مزید وسیع فرمائے اور اپنی بارگاہ میں قبول فرمائے (آمین) ۔

شکیل احمد، پنویل نئی ممبئی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مقدمہ

اللہ تبارک وتعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبت ہر چیز سے مقدم ہے

اللہ تبارک وتعالیٰ کا ارشاد گرامی ہے:

قُلۡ اِنۡ كَانَ اٰبَآؤُكُمۡ وَاَبۡنَآؤُكُمۡ وَاِخۡوَانُكُمۡ وَاَزۡوَاجُكُمۡ وَعَشِيۡرَتُكُمۡ وَاَمۡوَالُ ۨاقۡتَرَفۡتُمُوۡهَا وَتِجَارَةٌ تَخۡشَوۡنَ كَسَادَهَا وَمَسٰكِنُ تَرۡضَوۡنَهَاۤ اَحَبَّ اِلَيۡكُمۡ مِّنَ اللّٰهِ وَرَسُوۡلِهٖ وَجِهَادٍ فِىۡ سَبِيۡلِهٖ فَتَرَبَّصُوۡا حَتّٰى يَاۡتِىَ اللّٰهُ بِاَمۡرِهٖ‌ؕ وَاللّٰهُ لَا يَهۡدِى الۡقَوۡمَ الۡفٰسِقِيۡنَ. (سورہ التوبہ 24)

یہ آیتِ مبارکہ اس بات پر دلالت کرنے کے لیے کافی وشافی ہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبت ہر چیز کی محبت پر مقدم ہے، کیوں کہ اس آیت مِبارکہ میں اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں کے بارے میں وعید بیان فرمائی ہے جنھیں اپنے اہل وعیال اور مال و دولت کے ساتھ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے زیادہ محبت ہے، اور پھر آیت کے آخر میں ان کو فاسق اور گناہ گار قرار دیا گیا اور ان پر یہ حقیقت بھی واضح کر دی کہ وہ ہدایت سے دور اور گمراہ ہیں۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''جس شخص کے اندر یہ تین خصلتیں ہوں وہ ایمان کی چاشنی ضرور محسوس کرے گا۔

۱: جس شخص کو اللہ تبارک وتعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہر چیز سے زیادہ محبوب ہوں۔

۲: جو کسی سے محبت کرے تو صرف اللہ تبارک وتعالیٰ کی رضا کے لیے کرے۔

۳: جس کو اللہ تعالیٰ نے کفر سے نکال کر اسلام کی توفیق عطا فرمائی ہو اور وہ دوبارہ کافر ہونے کو اتنا برا سمجھتا ہے جتنا اس بات کو ناپسند کرتا ہے کہ اسے آگ میں ڈال دیا جائے۔

(صحیح البخاری، کتاب الایمان، باب من کرہ ان یعود فی الکفر، الحدیث: ۱۲)

حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ کی بے شمار نعمتیں جو تم استعمال کرتے ہو ان کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کے ساتھ محبت رکھو۔ اللہ تعالیٰ کی محبت کی وجہ سے مجھ سے محبت رکھو اور میری محبت کی وجہ سے میرے اہلِ بیت سے محبت رکھو۔

سنن الترمذی کتاب المناقب: 3289، المستدرک للحاکم: 150/3

تکمیل ایمان کے لیے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ سب سے زیادہ محبت ضروری ہے

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

''تم میں سے کوئی شخص اس وقت تک مومن نہیں ہوسکتا جب تک کہ میں اسے اس کی ذات سے، اس کے والدین سے، اس کی اولاد سے اور تمام لوگوں سے زیادہ محبوب نہ ہو جاؤں۔''

(صحیح البخاری، کتاب الایمان، باب حب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم من الایمان، الحدیث: 15)

شارح بخاری ابن بطالؒ اس حدیث کی تشریح میں ابوزناد سے نقل کرتے ہیں کہ یہ حدیث پاک نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جوامع الکلم میں سے ہے کہ کم الفاظ میں بہت سے معانی کو جمع کیے ہوئے ہے اس لئے کہ محبت کی تین قسمیں ہیں:

۱۔ محبتِ تعظیمی : جیسے بچے کو اپنے والد سے محبت ہوتی ہے۔

۲۔ محبتِ شفقت ورحمت : جیسے والد کو اپنی اولاد سے محبت ہوتی ہے۔

۳۔ محبت اِستحسانی : جیسے انسان کو لوگوں سے محبت ہوتی ہے۔

نبی کریم ﷺ کی اس حدیثِ مبارکہ میں محبت کی تینوں قسموں کا ذکر ہے کہ ہر قسم کی محبت سب سے زیادہ آں حضرت ﷺ کے ساتھ ہونا ضروری ہے۔

(شرح صحیح البخاری لابن بطال، 66/1)

حضرت ابن بطالؒ فرماتے ہیں: ''اس حدیث کا مطلب یہ ہے کہ اگر بندہ اپنے ایمان کو مکمل کرنا چاہتا ہے تو اسے یہ بات ذہن نشین کرنا ہوگی کہ اس پر نبی کریم ﷺ کا حق اس کے والدین، اس کی اولاد اور تمام لوگوں سے زیادہ ہے، کیوں کہ آپ ﷺ کی ذاتِ گرامی ہی کی بدولت ہمیں ہدایت نصیب ہوئی اور جہنم سے چھٹکارا ملا۔''

(شرح صحیح البخاری لابن بطال، 66/1)

قاضی عیاضؒ فرماتے ہیں: ''آں حضرت ﷺ کی محبت کا تقاضا یہ ہے کہ انسان آپ ﷺ کی شریعت اور سنّت پر چلے اور یہ تمنّا رکھے کہ اگر مجھے سرکارِ دوعالم ﷺ کی حیاتِ طیبہ کا زمانہ مل جاتا تو میں آپ ﷺ کی خاطر اپنی جان، مال اور آل اولاد سب کچھ قربان کر دیتا۔ (مذکورہ کلام سے یہ حقیقت آشکارہ ہوگئی کہ ایمان کی حقیقت حاصل کرنے کے لیے ان باتوں کا ہونا ضروری ہے، اور ایمان صحیح معنی میں اسی وقت ہوگا جبکہ نبی کریم ﷺ کی قدرومنزلت اپنے والدین، اولاد اور محسن و منعم سے زیادہ ہو گی)۔ جس شخص کو نبی کریم ﷺ کی ذاتِ گرامی ہر چیز سے زیادہ محبوب نہ ہو؛ تو اس حدیث کے مطابق وہ مومن نہیں ہے۔''

(شرح النووی علی صحیح مسلم: 15/2)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

پہلا باب

آں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے

صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی

محبت کے واقعات

پہلی فصل

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ خلفائے راشدین ؓ کی محبت کے واقعات کے بیان میں

نبی کریم ﷺ سے حضرت ابو بکر صدیق ؓ کی محبت

امام محمد بن سیرین ؒ فرماتے ہیں کہ حضرت عمر فاروق ؓ کے دورِ خلافت میں کچھ لوگوں نے حضرت ابو بکر صدیق ؓ اور حضرت عمر فاروق ؓ کا اس طرح تذکرہ کیا جس سے لگتا تھا کہ وہ حضرت عمر ؓ کو حضرت ابو بکر ؓ پر فضیلت دے رہے ہیں جب حضرت عمر ؓ کو یہ بات معلوم ہوئی تو آپ ؓ نے فرمایا: ”خدا کی قسم! ابو بکر ؓ کی ایک رات عمر ؓ کی تمام راتوں سے اور ابو بکر ؓ کا ایک دن عمر ؓ کے تمام دنوں سے بہتر ہے۔“ (رات بہتر ہونے کی وجہ یہ ہے) کہ ہجرت کی رات۔ نبی کریم ﷺ رات کی تاریکی میں حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کے ہمراہ غار کی طرف روانہ ہوئے تو ابو بکر ؓ کبھی آپ ﷺ کے آگے آگے چلتے اور کبھی پیچھے۔ یہ دیکھ کر نبی کریم ﷺ نے حضرت ابو بکر ؓ سے دریافت فرمایا: کیا بات ہے، تم کبھی آگے چلنے لگ جاتے ہو اور کبھی پیچھے چلتے ہو؟

حضرت ابو بکر ؓ نے جواب دیا: ”یارسول اللہ! جب مجھے یہ خیال آتا ہے کہ کفار آپ کے تعاقب میں ہوں گے تو میں پیچھے چلنے لگتا ہوں اور جب یہ خیال آتا ہے کہ کہیں دشمن آگے گھات نہ لگائے ہوئے ہوں تو میں آپ ﷺ کے آگے چلنے لگتا ہوں۔

نبی کریم ﷺ نے پوچھا: ”ابو بکر ؓ! کیا تم یہ چاہتے ہو کہ میرے بجائے تمہیں نقصان پہنچ جائے؟“

حضرت ابو بکر ؓ نے جواب دیا: ”اس ذات کی قسم جس نے آپ ﷺ کو ہمارا نبی برحق بنا کر مبعوث فرمایا ہے، میں یہی چاہتا ہوں۔“

پھر جب یہ دونوں حضرات غار تک پہنچ گئے تو حضرت ابو بکر ؓ نے کہا: ”یارسول اللہ! آپ

ذرا یہیں ٹھہریے، میں غار کے سوراخوں کو بھر دوں (تا کہ کوئی تکلیف دہ جانوران میں سے نہ نکل آئے)۔" چناں چہ آپؓ نے غار میں داخل ہو کر صفائی کی، سوراخوں کو بند کیا اور باہر آ گئے، لیکن پھر باہر آ کر یاد آیا کہ ایک سوراخ باقی رہ گیا ہے، چنانچہ نبی کریم ﷺ سے دوبارہ عرض کیا کہ: "یارسول اللہ! آپ ابھی ٹھہریں، ایک سوراخ باقی رہ گیا ہے اس کو بھی جا کر بھر دوں۔" چناں چہ آپؓ دوبارہ غار میں داخل ہوئے اور خوب اچھی طرح سوراخ بند کیئے، اس کے بعد نبی کریم ﷺ سے عرض کیا: "یارسول اللہ! اب تشریف لائیے۔" اور پھر نبی کریم ﷺ غار میں داخل ہوئے۔

یہ واقعہ سنانے کے بعد حضرت عمرؓ نے فرمایا: "اس ذات کی قسم جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے: ابو بکرؓ کی یہ ایک رات عمرؓ کی تمام راتوں سے بہتر ہے۔"

(دلائل النبوۃ للبیہقی 476/2)

حضرت ابن ابی ملیکہؒ سے اسی طرح کی ایک روایت مروی ہے، جس کے آخر میں ہے: "یہاں تک کہ جب غار پر پہنچے تو حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ آپ ابھی یہیں تشریف فرما رہیں۔ پہلے میں غار کو اپنے ہاتھوں سے اچھی طرح صاف کرلوں تا کہ اگر اس میں کوئی موذی چیز ہو تو وہ آپ کے بجائے مجھے نقصان پہنچائے۔"

حضرت نافعؒ فرماتے ہیں: "مجھے یہ روایت پہنچی ہے کہ اس غار میں ایک سوراخ تھا۔ حضرت ابو بکرؓ نے اس سوراخ کو اس خوف سے اپنی ایڑی سے بند کیے رکھا کہ کہیں اس سے کوئی موذی چیز نکل کر نبی کریم ﷺ کو ایذا نہ پہنچا دے۔"

(البدایۃ والنہایۃ 3/186-187)

صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا نبی ﷺ کے ساتھ محبت کا ایک اور قصہ

ایک روز حضرت ابو بکر صدیقؓ لوگوں سے خطاب فرما رہے تھے اور نبی کریم ﷺ بھی تشریف فرما تھے ۔آپؓ لوگوں کو اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی طرف دعوت دینے والے پہلے خطیب ہیں ۔آپؓ کے بیان کے دوران ہی مشرکین نے مسلمانوں کے مجمع پر حلہ بول دیا اور مسلمانوں کو بالخصوص حضرت ابو بکرؓ کو بہت زیادہ مارا پیٹا ۔ بد بخت عتبہ بن ربیعہ، حضرت ابو بکر (رضی اللہ عنہ) کے چہرے پر جوتے مارنے لگا اور آپ رضی اللہ عنہ کے پیٹ پر چڑھ گیا۔مشرکین نے حضرت ابو بکرؓ کو اس ظالمانہ انداز سے مارا کہ آپ کی شکل بھی نہیں پہچانی جاتی تھی ۔

(یہ ظلم دیکھ کر) بنو تمیم دوڑتے ہوئے آئے اور انہوں نے آپؓ کو مشرکین سے چھڑا کر ایک چادر میں لپیٹا اور آپؓ کے گھر پہنچایا۔آپؓ کی حالت دیکھ کر انہیں یقین ہو چکا تھا کہ آپؓ کے بچنے کا کوئی امکان نہیں ہے ۔دن کے آخری حصے میں آپؓ کی حالت سنبھلی اور آپؓ کو ہوش آیا تو آپؓ نے سب سے پہلا سوال یہ فرمایا کہ نبی کریم ﷺ کا کیا بنا؟'' یہ سن کر وہاں موجود لوگ انہیں برا بھلا کہنے اور ملامت کرنے لگے ۔ حضرت ام جمیلؓ جو مسلمان ہو چکی تھیں ،قریب ہوئیں ۔آپؓ نے یہی سوال ان سے دہرایا ۔انہوں نے کہا: تمہاری امّی کھڑی سن رہی ہیں ۔حضرت ابو بکرؓ نے کہا: تم میری امّی کی بات کو چھوڑو، نبی کریم ﷺ کے متعلق بتلاؤ (کہ انکا کیا حال ہے)؟ انہوں نے جواب دیا کہ نبی کریم ﷺ بالکل صحیح سالم ہیں ۔آپؓ نے کہا: ''خدا کی قسم میں اس وقت تک نہ کچھ کھاؤں گا اور نہ پیوں گا جب تک کہ میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر انہیں دیکھ نہ لوں ۔''

انہوں نے کچھ دیر توقف کیا یہاں تک کہ جب لوگ منتشر ہو گئے اور لوگوں کی طرف سے تشویش پائے جانے کا اندیشہ ختم ہو گیا، تو وہ دونوں آپ رضی اللہ عنہ کو لے کر نکلیں۔ آپؓ ان کے سہارے چل رہے تھے۔ جب وہ دونوں آپ رضی اللہ عنہ کو لے کر نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئیں تو آپ رضی اللہ عنہ کی یہ حالت دیکھ کر نبی کریم ﷺ پر شدید رقت طاری ہو گئی۔ آپ ﷺ نے ان کی والدہ کے لیے دعاء کی اور انہیں اسلام کی دعوت دی۔ چنانچہ وہ اسلام لے آئیں۔

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کا نبی کریم ﷺ کے فراق میں رونا

حضرت ابوسعید خدریؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ منبر پر تشریف فرما ہوئے اور ارشاد فرمایا: ''ایک بندے کو اللہ تعالیٰ نے اختیار دیا کہ وہ دنیا کی زندگی کو اختیار کر لے یا اللہ تعالیٰ کے پاس موجود جنت کو اختیار کر لے، تو اس بندے نے اللہ تعالیٰ کے پاس موجود جنت کو اختیار کر لیا۔ یہ سن کر حضرت ابوبکر صدیقؓ رونے لگے اور کہنے لگے: ''ہم اور ہمارے ماں باپ آپ ﷺ پر فدا ہوں۔''

راوی کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے یہ اختیار نبی کریم ﷺ کی ذات گرامی ہی کو دیا تھا اور حضرت ابوبکر صدیقؓ اس بات کو ہم میں زیادہ سمجھتے تھے۔

نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''مجھ پر مال و دولت خرچ کرنے اور میرا ساتھ دینے میں سب سے زیادہ احسان ابوبکرؓ کا ہے اور اگر میں کسی کو اپنا خلیل (ایسا دوست جس کے علاوہ کوئی دوست نہ ہو) بناتا تو ابوبکر کو خلیل بناتا (لیکن میرے خلیل تو اللہ تبارک وتعالیٰ ہیں)۔ ہاں میں ان کو اسلامی بھائی بناتا ہوں۔ مسجد (نبوی) میں ابوبکر کے دروازے کے علاوہ کوئی دروازہ باقی نہ رکھا جائے۔''

(صحیح مسلم کتاب فضائل الصحابۃ باب فضل ابی بکر الصدیق: 2382)

حضرت ابوسعید خدریؓ سے روایت ہے کہ ایک روز نبی کریم ﷺ نے خطاب کیا اور ارشاد فرمایا: ''ایک شخص کو اللہ تعالیٰ نے اختیار دیا کہ وہ دنیا میں جتنا چاہیں زندہ رہیں اور جتنا چاہیں کھائیں پئیں، تو اس نے اللہ کے ساتھ ملاقات کو اختیار کرلیا ہے۔''

یہ سن کر حضرت ابوبکرؓ رونے لگے تو بعض صحابہ رضی اللہ عنہم نے ایک دوسرے سے کہا کہ کیا تمہیں اس بوڑھے پر تعجب نہیں ہو رہا کہ نبی کریم ﷺ نے ایک نیک بندے کا تذکرہ کیا جسے اللہ تعالیٰ نے اختیار دیا تھا کہ وہ دنیا میں رہنا چاہے تو رہ لے یا اللہ کے پاس چلا جائے اور اس نے اللہ کے پاس جانے کو اختیار کرلیا۔ (لیکن یہ ابوبکرؓ کیوں رو رہے ہیں؟) راوی کہتے ہیں کہ حضرت ابوبکرؓ نبی کریم ﷺ کی مراد کو زیادہ سمجھتے تھے۔ پس انہوں نے کہا: یارسول اللہ ﷺ! ہمارے والدین اور مال و دولت آپ ﷺ پر فدا ہوں۔

نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''میرا ساتھ دینے اور مجھ پر مال و دولت خرچ کرنے میں ابوبکرؓ سے زیادہ مجھ پر کسی کا احسان نہیں اور اگر میں کسی کو اپنا خلیل بناتا تو ابوقحافہ کے بیٹے (یعنی ابوبکر) کو بناتا، لیکن مجھے ان کے ساتھ اسلامی محبت ہے اور وہ میرے اسلامی بھائی ہیں۔'' دو یا تین مرتبہ ارشاد فرمایا۔ پھر فرمایا: ''تمہارا یہ ساتھی (یعنی نبی کریم ﷺ نے اپنے بارے میں فرمایا کہ وہ) اللہ کے خلیل ہیں۔

حضرت ابوسعیدؓ ہی سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ کے مرض وفات کے دنوں میں ایک روز ہم مسجد میں بیٹھے ہوئے تھے کہ آپ ﷺ نے اپنا سر مبارک ایک کپڑے کی پٹی سے باندھا ہوا تھا منبر پر تشریف فرما ہوئے ہم بھی حاضر ہوئے تو آپؐ نے ارشاد فرمایا: ''اس ذات کی قسم جس کے قبضہٴ قدرت میں میری جان ہے، اس وقت (گویا) میں حوض پر کھڑا ہوں اور ارشاد فرمایا: ''ایک آدمی کو دنیا کی بارونق و مزین

زندگی اور آخرت کے درمیان اختیار دیا گیا تو اس نے آخرت کو اختیار کرلیا۔حضرت ابوبکرؓ کے علاوہ کسی کو یہ بات سمجھ نہ آئی حضرت ابوبکرؓ رونے لگے اور عرض کیا کہ میرے ماں باپ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر قربان بل کہ ہم سب اور ہمارے ماں باپ اور مال و دولت سب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر فدا ہوں۔اس کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم منبر سے اتر گئے۔ اس کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کبھی منبر پر بیان نہیں فرمایا۔(یعنی اس کے بعد دنیا سے رخصت ہو گئے یہ آخری مرتبہ منبر پر تشریف لانا تھا)

نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ محبت کا ایک اور واقعہ

حضرت انس رضی اللہ عنہ حضرت ابوبکرؓ کے والد حضرت ابوقحافہ کے اسلام قبول کرنے کا قصہ یوں بیان کرتے ہیں کہ ”جب حضرت ابوقحافہؓ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بیعت کرنے کے لیے ہاتھ بڑھایا تو حضرت ابوبکرؓ رونے لگے۔نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت ابوبکرؓ سے رونے کی وجہ دریافت کی تو انہوں نے کہا: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مجھے یہ بات زیادہ پسند ہے، یہ ہاتھ میرے والد کے بجائے آپ کے چچا ابوطالب کا ہاتھ ہوتا اور ان کے اسلام قبول کرنے سے اللہ تعالیٰ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آنکھیں ٹھنڈی کر دیتا۔

(الاصابۃ فی تمیز الصحابۃ لابن حجر 238/7)

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ”فتح مکہ کے دن حضرت ابوبکرؓ اپنے والد حضرت ابوقحافہ کو لے کر نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت ابوبکرؓ سے فرمایا: ”تم اس سن رسیدہ شخص کو اپنی جگہ میں رہنے دیتے اور ہم خود ان کے پاس چلے جاتے؟“ حضرت ابوبکرؓ نے جواب دیا: ”میں نے سوچا کہ انہیں یہاں لے آؤں تاکہ اللہ تعالیٰ انہیں مزید اجروثواب عطاء فرمائے۔ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! مجھے اپنے والد سے زیادہ آں جناب کے چچا ابوطالب کے ایمان لانے کی خوشی ہوتی کیوں کہ اس سے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

کی آنکھیں ٹھنڈی ہوتیں۔"نبی کریم ﷺ نے فرمایا:"تم نے درست کہا۔

مجمع الزوائد 174/6

نبی ﷺ کی محبت میں سارا مال خرچ کرنا

نبی کریم ﷺ نے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو صدقہ کرنے کی ترغیب دی تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے صدقات کے ڈھیر لگا دیے۔سب سے پہلے حضرت ابو بکرؓ صدقہ لے کر آئے اور اپنا سارا مال و اسباب اللہ کی راہ میں صدقہ کر دیا۔نبی کریم ﷺ نے پوچھا:"ابو بکر! گھر والوں کے لیے بھی کچھ چھوڑا ہے؟"حضرت ابو بکرؓ نے جواب دیا:"ان کے لیے اللہ اور اس کے رسول ﷺ کو چھوڑ آیا ہوں۔"

(سنن ابن داؤد کتاب الزکاۃ:1677)

حضرت عمرؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ہمیں صدقہ کرنے کا حکم دیا تو اس وقت میں مال دار تھا لہٰذا میں نے سوچا کہ اگر میں ابو بکرؓ سے کبھی بڑھ سکتا ہوں تو اب بڑھ سکتا ہوں۔چناں چہ میں صدقہ میں اپنا آدھا مال لے آیا۔نبی کریم ﷺ نے پوچھا گھر والوں کے لیے کیا چھوڑا ہے؟ میں نے عرض کیا کہ جتنا مال لے کر آیا ہوں، اتنا ہی ان کے لیے بھی چھوڑ آیا ہوں۔لیکن حضرت ابو بکرؓ کے پاس جو کچھ بھی تھا سارے کا سارا لے آئے۔نبی کریم ﷺ نے پوچھا:"ابو بکر! گھر والوں کے لیے کیا چھوڑ آئے ہو؟ انہوں نے جواب دیا:"گھر والوں کے لیے اللہ اور اس کے رسول ﷺ کو چھوڑ آیا ہوں۔"اس وقت میں نے کہا کہ خدا کی قسم میں کبھی بھی کسی چیز میں ابو بکرؓ سے نہیں بڑھ سکتا۔"

(سنن الترمذی، کتاب المناقب، باب فی مناقب ابی بکر الصدیق رضی اللہ عنہ و عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ، الحدیث:3675)

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کا نبی کریم ﷺ کا دفاع کرنا

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے بہت سے مواقع پر نبی کریم ﷺ کا دفاع کیا۔ ہم یہاں پر ان میں سے بعض مواقع کا تذکرہ کر رہیں۔

۱۔ حضرت عروہ بن زبیر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے عبداللہ بن عمرو سے دریافت کیا کہ مشرکین کی وہ سب سے سخت کون سی کاروائی تھی جو انہوں نے نبی ﷺ کے خلاف کی، فرمانے لگے کہ ایک مرتبہ نبی کریم ﷺ حطیم میں نماز پڑھ رہے تھے کہ اتنے میں (بدبخت) عقبہ ابن ابی معطل آگیا، اور اپنا کپڑا نبی ﷺ کی گردن میں ڈال کر سختی سے گلا گھونٹنے کی کوشش کرنے لگا تو اسی وقت حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ حاضر ہوئے اور اس کا مونڈھا پکڑا اور اس کو دھکا دے کر نبی کریم ﷺ سے ہٹایا اور کہا: کیا تم ایسے شخص کو قتل کرنا چاہتے ہو جو یہ کہتا ہے کہ میرا رب اللہ ہے۔

(صحیح البخاری حدیث: ۳۶۴۳ ج ۱۴۰۰/۳)

۲۔ حضرت عمرو بن عاصؓ فرماتے ہیں کہ میں نے قریش کو ایک دن نبی کریم ﷺ کے قتل کے بارے میں (نعوذ باللہ) سازش کرتے ہوئے دیکھا۔ قصہ یوں ہے کہ یہ لوگ خانہ کعبہ کے سائے میں بیٹھے ہوئے تھے اور رسول اللہ ﷺ مقامِ ابراہیم کے پاس نماز پڑھ رہے تھے، اتنے میں (بدبخت) عقبہ ابن ابی مقیط اٹھا اور رسول اللہ ﷺ کی گردن میں چادر ڈال کر اس زور سے کھینچا کہ آپ ﷺ گھٹنوں کے بل گر پڑے۔ یہ منظر دیکھ کر لوگ چیخنے لگے اور انہیں یہ گمان ہوا کہ (نعوذ باللہ) نبی ﷺ جاں بحق ہو گئے۔ اسی وقت حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ دوڑے ہوئے آئے اور فرمایا: کیا تم ایسے شخص کو قتل کرنا چاہتے ہو جو یہ کہتا ہے کہ میرا رب اللہ ہے۔ بالآخر یہ لوگ نبی کریم ﷺ کے پاس سے چھٹ گئے اور آپ ﷺ نے کھڑے ہو کر اپنی نماز پوری کی، یہ لوگ پہلے

کی طرح خانہ کعبہ کے سائے میں بیٹھے ہوئے تھے، نبی کریم ﷺ نماز سے فراغت کے بعد گذرے تو ان لوگوں سے مخاطب ہوئے اور اپنے حلق کی طرف اشارہ کر کے فرمایا: اس ذات کی قسم جس کے قبضے میں محمد (ﷺ) کی جان ہے میں تم ہی لوگوں کے قتل کے لیے بھیجا گیا ہوں۔ ابوجہل نے نبی ﷺ سے کہا کہ تم تو ایسی باتیں کرنے والے نہیں تھے، تو اس کے جواب میں نبی ﷺ نے فرمایا: کہ تو بھی انہیں میں سے ہے (جس کو قتل کیا جائے گا)

وضاحت: نبی کریم ﷺ کا یہ فرمانا کہ تو بھی انہی میں سے ہے جس کو قتل کیا جائے گا غزوہ بدر کے موقع پر ظاہر ہوا؛ جو مشرکین کے سرغنوں کو بدر کے دن واصل جہنم کیا گیا ان میں بدبخت ابوجہل بھی تھا۔ یہ حدیث نبی ﷺ کے دلائل نبوت میں سے ہے۔ کہ آپ ﷺ نے پہلے فرما دیا تھا کہ تو مقتول ہوگا اور ایسا ہی ہوا۔

۳۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ مشرکین نے نبی کریم ﷺ کو اس قدر مارا کہ آپ ﷺ کو غشی آ گئی، حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کھڑے ہو کر لوگوں کو سرزنش کرنے لگے اور کہنے لگے کہ تم لوگوں کے لے ہلاکت ہو، بربادی ہو۔ کیا تم ایسے شخص کو قتل کرنا چاہتے ہو جو یہ کہتا ہے میرا رب اللہ ہے۔ لوگوں نے پوچھا کہ یہ شخص کون ہے تو بتایا کہ (نعوذ باللہ) یہ مجنون ابن ابی قحافہ ہے۔ بس یہ سننا تھا کہ یہ لوگ نبی کریم ﷺ کو چھوڑ کر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ پر ٹوٹ پڑے۔

(المستدرک للحاکم ج ۳/۶۷ المطالب العالیۃ ج ۴/۲۲۵ مجمع الزوائد ج ۶/۱۷ اتحاف الخرۃ المھرۃ ج ۹/۵۵)

۴۔ حضرت اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہما سے لوگوں نے دریافت کیا کہ مشرکین نے نبی ﷺ کو سب سے زیادہ کون سی تکلیف دی تو فرمانے لگیں کہ ایک مرتبہ مشرکین مسجد (حرام) میں بیٹھے ہوئے تھے اور آپ ﷺ کا تذکرہ چل رہا تھا اس دوران ان

باتوں کا بھی تذکرہ ہوا جو آپ ﷺ نے ان کے (باطل) معبودوں کے بارے میں فرمایا تھا۔ اتنے میں نبی کریم ﷺ تشریف فرما ہوئے تو یہ لوگ آپ کے روبرو کھڑے ہو گئے اور آپ ﷺ کی عادتِ شریفہ تھی کہ جب لوگ کسی بھی چیز کے بارے میں دریافت کرتے تو آپ سچ بتا دیتے، چناں چہ ان لوگوں نے آپ ﷺ سے ان بتوں کے بارے میں پوچھا کہ کیا آپ ان کو برا بھلا نہیں کہتے؟ نبی ﷺ نے جواباً ارشاد فرمایا کہ: بالکل میں ایسا کہتا ہوں۔ یہ کہنا تھا کہ لوگ آپ ﷺ پر حملہ آور ہو گئے۔ یہ صورتِ حال دیکھ کر ایک شخص چیختا ہوا حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کے پاس آیا اور کہنے لگا آپ اپنے دوست کو بچایئے۔ فوراً حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نکل کھڑے ہوئے، مسجد حرام میں داخل ہو کر لوگوں سے کہنے لگے تمہارے لیے ہلاکت اور بربادی ہے کہ تم لوگ ایسے شخص کو قتل کرنا چاہتے ہو جو یہ کہتا ہے کہ میرا رب اللہ ہے۔ بس یہ لوگ نبی ﷺ کو چھوڑ کر حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ پر ٹوٹ پڑے۔ اور آپ کے سر کے بالوں کو بھی کھینچا۔ معاملہ رفع دفع ہونے کے بعد حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ گھر لوٹے تو حال یہ ہو چکا تھا کہ جس بال کو چھوتے وہ جڑ سمیت ہاتھ میں آجاتا، اور یہ کہتے جاتے:

تَبَارَکْتَ یَاذَا الْجَلَالِ وَالْاِکْرَامِ۔

(مسند الحمدای ج ۱/۱۵۵، مسند ابی یعلیٰ ج ۱/۵۲، مجمع الزوائد ج ۱۷، ۱۶/۶۔)

۵۔ محمد ابن عقیلی کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اپنے خطبے میں لوگوں سے پوچھا کہ بتاؤ! لوگوں میں سب سے بڑا بہادر کون ہے؟ حاضرین نے جواب دیا امیر المؤمنین! آپ ہیں۔ فرمانے لگے: میرا تو جس سے مقابلہ ہوا اس سے بدلہ لیا، مجھے سب سے بڑے بہادر شخص کے بارے میں بتاؤ۔ لوگوں نے کہا حضرت! پھر تو ہمیں اس کا علم نہیں ہے۔ جواب دیا: ''حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ ہیں۔'' قصہ یوں ہے

کہ معرکۂ بدر کے دن ہم نے رسول اللہ ﷺ کے لیے ایک سائبان تیار کیا۔ ہم لوگوں نے یہ تجویز کیا کہ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ کون ہو گا تا کہ کوئی مشرک ادھر رخ نہ کر سکے۔ اللہ کی قسم ہم میں سے کوئی بھی نبی کریم ﷺ سے اتنا قریب نہیں ہوا جتنا حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ ہوئے جو کہ آپ ﷺ کے سرہانے (آپ کی حفاظت کی غرض سے) تلوار نکالے کھڑے تھے۔ مشرکین میں سے جو بھی آپ ﷺ کی طرف رخ کرتا آپ اس پر جھپٹ پڑتے "بہادر تو یہ تھے"۔ اور میں نے تو یہ بھی دیکھا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کو قریش پکڑے ہوئے ہیں۔ کوئی شخص آپ ﷺ کو جھنجھوڑ رہا ہے کوئی دھکے دے رہا ہے اور قریش یہ کہتے جاتے ہیں کہ تو ہی ہے وہ جس نے سب معبودوں کو ایک بنا دیا (ایک ہی معبود کی عبادت کرنے کی بات کرتا ہے) اللہ کی قسم اس پُرخطر حالت میں حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ ہی تھے جو آپ ﷺ سے قریب ہوئے اور ان لوگوں میں گھس کر کسی کو مار رہے ہیں کسی کو ہٹا رہے ہیں اور کہتے جا رہے ہیں کہ تم لوگوں کے لیے ہلاکت ہے، کیا ایسے شخص کو قتل کرنا چاہتے ہو جو یہ کہتا ہے کہ میرا رب اللہ ہے۔ پھر حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اپنے اوپر سے چادر ہٹائی اور اتنا روئے کہ داڑھی تر ہو گئی۔ پھر کہا کہ میں تم لوگوں کو اللہ کی قسم دے کر پوچھتا ہوں کہ آلِ فرعون کا مؤمن (جس نے کہ فرعونیوں کو موسیٰ علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کے قتل کی سازش سے روکا تھا وہ) بہتر ہے یا حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ (جس نے ایسے سنگین وقت میں اپنی جان کو خطرے میں ڈال دیا تھا، تو سب لوگ خاموش رہے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ تم لوگ کوئی جواب نہیں دیتے؟ پھر خود ہی فرمایا کہ اللہ کی قسم حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی ایک گھڑی آلِ فرعون کے مؤمن کی ساری زندگی سے بہتر ہے۔ آلِ فرعون کے مؤمن نے تو اپنے ایمان کو مخفی رکھا تھا اور انہوں نے اپنے ایمان کا برملا اظہار کیا۔

(مجمع الزوائد ج ۹/۴۷)

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے ساتھ حضرت عمر فاروقؓ کی محبت

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا سنت کے مطابق لباس پہننا

حضرت ابن عمرؓ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ایک نئی قمیص پہنی (جس کی آستینیں کچھ لمبی تھیں)۔ پھر انہوں نے مجھے چھری لانے کے لیے کہا اور حکم دیا کہ میری قمیص کی آستین کھینچ کر انگلیوں کے پاس سے کاٹ دو۔ میں نے حکم کی تعمیل تو کر دی لیکن چھری سے کاٹنے کی وجہ سے آستین برابر نہیں کی۔ لہٰذا میں نے عرض کیا کہ اے ابا جان! اگر آپ اجازت دیں تو میں آستین کو قینچی کے ساتھ برابر کر دوں؟ آپؓ نے فرمایا: ''بیٹا یونہی چھوڑ دو۔ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو اسی طرح کرتے دیکھا ہے (یعنی چونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے بھی بڑھے ہوئے کپڑے کو چھری سے کاٹا تھا، اس لیے میں بھی قینچی کے بجائے چھری سے ہی کاٹوں گا۔ پھر آپؓ نے فرمایا چھری کے ساتھ کاٹنے کی وجہ سے) کبھی دھاگے آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے قدموں میں پڑے ہوتے تھے۔

(حلیۃ الاولیاء/45)

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا ارشاد گرامی

راوی کہتے ہیں کہ ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی خدمت میں بیٹھے ہوئے تھے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے حضرت عمرؓ کا ہاتھ تھاما ہوا تھا۔ اسی دوران حضرت عمرؓ نے کہا: ''یا رسول اللہ! آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم مجھے اپنی جان کے علاوہ ہر چیز سے زیادہ محبوب ہیں۔''

آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا: ''نہیں، اس ذات کی قسم جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے (تم اس وقت تک مومن نہیں ہو سکتے) جب تک کہ میں تمہیں تمہاری جان سے بھی زیادہ محبوب نہ ہو جاؤں۔'' حضرت عمرؓ نے فرمایا: ''یا رسول اللہ! خدا کی قسم! اب

آپ ﷺ مجھے اپنی جان سے بھی زیادہ محبوب ہیں۔ ’’نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ’’ہاں عمر! علامہ ابن حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں آپ ﷺ نے جو یہ فرمایا کہ نہیں جب تک میں تمہیں تمہاری جان سے بھی زیادہ عزیز نہ ہو جاؤں۔ مطلب ہے کہ تم اس وقت تک بلند مرتبہ نہیں پاسکتے جب تک کہ مطلوبہ محبت پیدا نہ ہو جائے۔‘‘

حافظؒ فرماتے ہیں کہ جب حضرت عمرؓ نے غور کیا تو ذہن میں آگیا کہ دنیا و آخرت کی پریشانیوں سے بچنے کا سبب چونکہ آں حضرت ﷺ کی ذات گرامی ہے تو آپؓ فوراً اقرار کرلیا کہ مجھے آپ ﷺ کی ذات گرامی اپنی جان سے بھی زیادہ عزیز ہے۔ تبھی آپ ﷺ نے فرمایا: ہاں اے عمر اب۔ یعنی اب تمہیں سمجھ آئی ہے۔

(فتح الباری 11/528)

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو قتل کے ارادے سے آنے والے شخص کو پکڑ کر لانا

محمد بن جعفر رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ عمیر بن وہب اور صفوان بن امیہ بدر میں مشرکین کے مارے جانے کے بعد مقامِ حجر (حطیم) میں تھوڑی دیر بیٹھے اور عمیر بن وہب (اُس وقت) قریش کے بڑے سرغنوں میں تھا اور یہ شخص رسول اللہ ﷺ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی ایذا کے درپے رہتا تھا۔ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اس سے تکلیف کا سامنا کرتے تھے۔ وہب بن عمیر کا بیٹا بدر کی قیدیوں میں تھا۔ قریش نے ایک مرتبہ بدر میں مقتول ہونے والے مشرکین کا تذکرہ کیا، جن کو قتل کے بعد کنویں میں ڈال دیا گیا تھا۔ صفوان بن امیہ نے کہا اللہ کی قسم ان لوگوں کے قتل کے بعد زندگی کا کوئی مزا نہیں۔ تو ابن وہب نے کہا تو سچ کہتا ہے۔ اگر میرے اوپر قرض

نہ ہوتا جس کی ادائیگی ضروری ہے اور اپنے بعد اپنے عیال کا خیال نہ ہوتا تو میں (نعوذ باللہ) محمد (ﷺ) کو جا کر قتل کر دیتا۔ رکنے کی ایک وجہ ہے جس کی بنا پر میں یہ کام نہیں کر سکتا، وہ یہ کہ میرا بیٹا ان لوگوں کے یہاں قید ہے۔ صفوان نے اس موقع کو غنیمت جانتے ہوئے کہا کہ تیرے قرض کی ادائیگی میرے ذمہ ہے اور تیرے گھر والے پوری زندگی میرے گھر والوں کے ساتھ رہیں گے اور جب تک یہ لوگ رہیں گے میں ان کے ساتھ برابری کا معاملہ کرتا رہوں گا اور ان کے ساتھ برتاؤ میں کوئی کسر نہیں چھوڑوں گا۔

عمیر نے کہا کہ تم ہم لوگوں کی باتوں کو چھپائے رکھنا کسی سے ظاہر نہ کرنا۔ صفوان نے کہا ٹھیک ہے تم اپنا کام کر گذرو! چنانچہ عمیر بن وہب نے اپنی تلوار کو تیز اور زہر آلود کیا اور مدینہ کی طرف چل پڑا، اسی دوران حضرت عمر رضی اللہ عنہ مدینہ میں مسلمانوں کی ایک جماعت کے ساتھ بدر میں اللہ کی مسلمانوں کے ساتھ فتح و عزت اور دشمنوں کی ناکامی اور ذلت کا تذکرہ کر رہے تھے اسی اثنا میں عمیر بن وہب پر نظر پڑی کہ اس نے مسجد (نبوی) کے دروازے پر اپنا اونٹ بیٹھا رکھا ہے اور تلوار گلے میں لٹکائے ہوئے ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ یہ کتا عمیر بن وہب ہے، برے ارادے سے آیا ہے، اسی شخص نے ہمارے اور دشمنوں کے درمیان بدر کی لڑائی بھڑکائی تھی۔ پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کے پاس تشریف لائے اور عرض کیا یا رسول اللہ! عمیر بن وہب تلوار لٹکائے ہوئے آیا ہوا ہے، نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا اس کو لے آؤ، چنانچہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے گردن سے اس کی تلوار کے پٹے کو پکڑا اور اس کا گریبان کھینچتے ہوئے اپنے پاس والے انصار سے کہا کہ تم لوگ رسول اللہ ﷺ کے پاس جا کر بیٹھو اور اِس کُتّے سے بچو، کیوں کہ اس کا کوئی بھروسہ نہیں، پھر اس کو رسول اللہ ﷺ کی

خدمت میں اسی حالت میں لے کر حاضر ہوئے کہ تلوار کا پٹہ ان کے ہاتھ میں تھا۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے عمر اسے چھوڑ دو، اور اے عمیر تم میرے قریب آجاؤ، چنانچہ وہ قریب آئے اور کہا: اَنْعِمُوْا صَبَاحًا (صبح بخیر) یہ زمانہ جاہلیت کا سلام تھا، نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: اے عمیر! اللہ تعالی نے ہم لوگوں کو تجھ سے بہتر سلام سے نوازا ہے، "سلام" جنتیوں کے مابین مبارک بادی ہے۔ عمیر ابن وہب نے کہا اے محمد بخدا میں اس بات سے ابھی واقف ہوا ہوں۔ نبی کریم ﷺ نے دریافت کیا، آخر تمہارے آنے کی کیا غرض ہے؟ بتلایا کہ میں تو اس قیدی کو چھڑانے آیا ہوں جو آپ لوگوں کے قبضہ میں ہے، نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا پھر تمہاری گردن میں تلوار کیوں ہے؟ کہنے لگے تلوار کا برا ہو کیا میں آپ کو کچھ کر سکتا ہوں؟ نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا سچ سچ بتاؤ تم کو یہاں کیوں آئے ہو؟ کہا میں اسی ارادے سے آیا تھا (یعنی بیٹے کو چھڑانے کے لیے) آپ ﷺ نے فرمایا کہ کیا میں تیرے یہاں آنے کے ارادے کی حقیقت نہ بتاؤں؟ (اس کا پس منظر یہ ہے) کہ تم اور صفوان بن امیہ مقامِ حجر (حطیم) میں بیٹھے بدر کے کنوئیں میں ڈالے جانے والے لوگوں کا تذکرہ کر رہے تھے، تم نے کہا کہ اگر دَین کی ادائیگی اور گھر والوں کی زندگی کا مسئلہ درپیش نہ ہوتا تو میں جا کر (نعوذ باللہ) محمد کو قتل کر دیتا۔ چنانچہ صفوان نے اس شرط پر تیرے قرض کی ادائیگی اور اہل وعیال کی حفاظت کی ذمہ داری لی، کہ تو مجھے قتل کرے گا۔ اور یہ بات تیرے اور اور اس کے درمیان تھی اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا تھا۔ عمیر کا یہ سننا تھا کہ اس نے کہا میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ اللہ کے رسول ہیں ہماری حالت یہ تھی کہ آپ کے پاس آسمان سے آنے والی خبریں اور وحی کی باتوں کو جھٹلاتے تھے (اب ہم اس کی تصدیق کرتے ہیں) مذکورہ گفتگو کے وقت میرے اور

صفوان کے علاوہ کوئی دوسرا تھا ہی نہیں، بخدا اس بات کی خبر آپ کو اللہ کے سوا کسی نے نہیں دی، تمام تعریفیں اللہ ہی کے لئے ہیں۔ جس نے مجھے اسلام کی توفیق دی اور اِس مقام پر پہنچایا۔ یہ کہہ کر کلمۂ شہادت کی گواہی دے دی۔ پھر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تم اپنے بھائی کو دین کی باتیں سکھاؤ۔ قرآن پڑھاؤ اور اس کے قیدی کو چھوڑ دو۔ پھر کہا یا رسول اللہ میں اللہ کے نور (دین حق) کو بجھانے میں کوشاں اور دین حق پر قائم رہنے والوں کے لیے سخت اذیت رساں تھا، اور اب میں چاہتا ہوں کہ آپ مجھے اجازت دیں کہ میں مکہ جا کر لوگوں کو اللہ اور اسلام کی طرف دعوت دوں، ہوسکتا ہے اللہ ان کو ہدایت دے اور اب تو اسلام لانے والوں کو تکلیف دینے کا کوئی وہم و گمان ہی نہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے ان کو اجازت دے دی اور وہ مکہ مکرّمہ چلے گئے۔ جس وقت حضرت عمیر بن وہب مکہ مکرّمہ سے نکل رہے تھے صفوان قریش سے کہہ رہا تھا کہ تمہیں ایسی صورتِ حال کی بشارت ہو جو تمہیں صدمۂ بدر بھلا دی گی ،صفوان آنے والے سواروں سے ان کے بارے میں دریافت کرتا، یہاں تک کہ ایک سوار نے ان کے اسلام لانے کی خبر سنائی تو اس نے قسم کھائی کہ کبھی ان سے بات نہیں کرے گا اور نہ ہی ان کے کسی کام آئے گا بالآخر جب عمیر رضی اللہ عنہ مکہ تشریف لے آئے تو لوگوں کو اسلام کی دعوت دینے لگے اور مخالفت کرنے والوں کو جوابی کاروائی کرتے اس طرح ان کے ہاتھ پر بہت سے لوگ مسلمان ہوئے۔

نبی کریم ﷺ کی وفات کے وقت حضرت عمر رضی اللہ عنہ پر اثر

حضرت انس بن مالک ؓ آنحضرت ﷺ کے مرض وفات کا قصہ بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں: ’’جب پیر کا دن ہوا تو نبی کریم ﷺ نے حجرہ مبارک کا پردہ اٹھایا تو دیکھا کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ لوگوں کو نماز پڑھا رہے ہیں۔ میں نے آپ ﷺ

کے چہرۂ مبارک کی طرف دیکھا تو وہ قرآن پاک کے ورق کی طرح (سفید) تھا اور آپ ﷺ کے چہرے پر مسکراہٹ تھی۔ ہمیں یہ خوف محسوس ہوا کہ کہیں (نبی کریم ﷺ کی زیارت کی خوشی میں) ہم اپنی نمازیں ہی نہ توڑ دیں۔ حضرت ابوبکرؓ نے جائے نماز سے پیچھے ہٹنا چاہا تو نبی کریم ﷺ نے ان کو اشارے سے منع فرما دیا۔ پھر اس کے بعد آپ ﷺ نے پردہ گرا دیا اور اسی روز آپ ﷺ کی وفات ہوگئی۔ لیکن حضرت عمرؓ نے (آپ ﷺ کے وصال کی خبر سنی تو) کھڑے ہو کر یہ اعلان فرمایا کہ نبی کریم ﷺ کی وفات نہیں ہوئی بلکہ اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی طرح آپ ﷺ کی طرف کوئی پیغام بھیجا ہے۔ جس طرح وہ چالیس دن کے بعد اپنی قوم میں واپس لوٹ آئے تھے خدا کی قسم آپ ﷺ بھی زندہ رہیں گے اور ان منافقین کی زبانیں اور ہاتھ کاٹیں گے جو یہ کہہ رہے ہیں کہ آپ ﷺ اس دنیا سے رخصت ہو گئے ہیں۔“

(مسند احمد 196/3، مصنف عبدالرزاق 433/5)

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی برائی کرنے والے یہودی کے قتل کے لیے نکلنا

حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں: ”جب آیت مبارکہ ”مَنْ ذَا الَّذِیْ یُقْرِضُ اللّٰہَ قَرْضًا حَسَنًا“ ”کون ہے جو اللہ تعالیٰ کو قرض حسنہ دے نازل ہوئی“

(سورۃ البقرۃ، آیت: ۲۴۵)

تو مدینہ منورہ کے فنحاص نامی ایک یہودی نے کہا: ”محمد ﷺ کا رب محتاج ہوگیا ہے“۔ جب حضرت عمرؓ کو اس بات کا علم ہوا تو وہ تلوار اٹھا کر اس یہودی کی تلاش میں نکل کھڑے ہوئے۔ حضرت جبرئیل علیہ السلام نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور کہا کہ آپ ﷺ کا رب فرماتا ہے: ”قُلْ لِّلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا یَغْفِرُوْا لِلَّذِیْنَ لَا

يَرْجُوْنَ اَيَّامَ اللهِ لِيَجْزِيَ قَوْمًا بِمَا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ"

(سورۃ الجاثیۃ)

اور جبرئیل امین علیہ السلام نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ بھی بتلایا کہ حضرت عمرؓ تلوار لے کر اس یہودی کی تلاش میں نکلے ہوئے ہیں۔ یہ سن کر نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت عمرؓ کو بلایا۔حضرت عمرؓ حاضر خدمت ہوئے تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:"عمر! تلوار رکھ دو۔" حضرت عمرؓ نے عرض کیا"یارسول اللہ! آپ نے بالکل حق اور سچ فرمایا۔میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم رسول برحق ہیں۔"نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:"تمہارا رب کہتا ہے:

قُلْ لِلَّذِيْنَ آمَنُوْا يَغْفِرُوْا لِلَّذِيْنَ لَا يَرْجُوْنَ اَيَّامَ اللهِ لِيَجْزِيَ قَوْمًا بِمَا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ"

(حضرت عمرؓ نے فرمایا:"اس ذات کی قسم جس کے قبضہ میں میری جان ہے، یقیناً اللہ میرے چہرے پر غصہ کے اثرات نہیں دیکھیں گے۔"

(اسباب النزول للواحدی ص:215)

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا منافق کو قتل کرنے کی کوشش

حضرت جابرؓ فرماتے ہیں :"ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہمراہ ایک غزوہ میں تھے کہ ایک مہاجر نے کسی انصاری پر کوئی نازیبا جملہ کس دیا تو اس انصاری نے پکارا:"اے انصار!" اور مہاجر نے مہاجرین کو پکارا۔نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسے ناپسند کیا اور فرمایا:"زمانۂ جاہلیت کا نعرہ کیوں لگایا جارہا ہے؟"

صحابہ کرام نے سارا معاملہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے گوش گزار کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:"اس نعرہ اور اس طریقے کو چھوڑ دو کیوں کہ یہ ماحول کو مکدّر کرنے والا نعرہ ہے۔"

عبداللہ بن ابی نے یہ بات سنی تو کہنے لگا :"مہاجرین نے ایسا کیا ہے۔خدا کی قسم جب

ہم واپس مدینہ پہنچیں گے تو ہم باعزت لوگ وہاں سے ذلیل لوگوں (مہاجرین) کو نکال دیں گے۔"

(یہ سن کر) حضرت عمرؓ نے عرض کیا: "یارسول اللہ! مجھے اس منافق کی گردن اڑانے کی اجازت دیں۔" نبی کریم ﷺ نے فرمایا: "جانے دو لوگ یہ نہ کہیں کہ محمد ﷺ اپنے ساتھیوں کو قتل کرتے ہیں۔"

(صحیح البخاری الحدیث:4905، صحیح مسلم الحدیث (۳۵۸۴)، کتاب الادب، باب نصر الاخ ظالما او مظلوماً)

حضرت عباس رضی اللہ عنہ کے اسلام پر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی خوشی

حضرت ابن عمرؓ فرماتے ہیں کہ جنگ بدر میں مشرکین مکہ کے جو قیدی پکڑے گئے ان میں نبی کریم ﷺ کے چچا حضرت عباسؓ بھی شامل تھے۔ ان کو ایک انصاری نے گرفتار کیا۔ اور انصار نے یہ عہد کر رکھا تھا کہ وہ انہیں قتل کر دیں گے۔ جب نبی کریم ﷺ کو اس بات کا علم ہوا تو آپ ﷺ نے فرمایا: "میں اپنے چچا عباس کی وجہ سے ساری رات نہیں سوسکا کیوں کہ انصار نے انہیں قتل کرنے کا عزم کر رکھا ہے۔" حضرت عمرؓ نے فرمایا: "کیا میں انہیں آپ کی خدمت میں لے آؤں؟"
آپ ﷺ نے فرمایا: "ہاں۔"

حضرت عمر رضی اللہ عنہ انصار کے پاس آئے اور انہیں حضرت عباسؓ کو چھوڑنے کے لیے کہا۔ انہوں نے کہا: خدا کی قسم: ہم انہیں ہرگز نہیں چھوڑیں گے۔ حضرت عمرؓ نے ان سے کہا کہ اگر اس میں نبی کریم ﷺ کی خوشی ہو تب بھی نہیں چھوڑو گے؟" انصار نے کہا: "اگر اس سے نبی کریم ﷺ خوش ہوتے ہوں تو آپ بے شک انہیں لے جائیں۔ چنانچہ حضرت عمرؓ نے انہیں انصار سے لیا اور نبی کریم ﷺ کی طرف لے کر چل پڑے۔ راستے میں حضرت عمرؓ نے حضرت عباس رضی اللہ عنہ سے کہا:

''عباس! آپ اسلام قبول کرلیں ۔خدا کی قسم: آپ کا اسلام لانا مجھے اپنے والد خطاب کے اسلام لانے سے بھی زیادہ پسند ہے۔ کیونکہ مجھے علم ہے کہ نبی کریم ﷺ کو آپ کا اسلام بہت زیادہ پسند ہے۔'' (البدایۃ والنہایۃ (۳/307)

علامہ ابن عساکر نے حضرت عباسؓ سے روایت کیا ہے کہ حضرت عمرؓ نے ان سے فرمایا: ''عباس! اسلام قبول کرلو۔ خدا کی قسم اگر تم مسلمان ہو جاؤ تو یہ مجھے اپنے والد خطاب کے مسلمان ہونے سے زیادہ پسند ہے کیونکہ مجھے معلوم ہے نبی کریم ﷺ کو آپ کے اسلام لانے کی بہت زیادہ خوشی اور مسرت ہوگی۔''

(مسند البزار (183/11) ,مجمع الزوائد (۹/268) ,کنز العمال (13/516-517)

حضرت عامر شعبیؒ فرماتے ہیں کہ بعض اوقات حضرت عباسؓ حضرت عمرؓ کے ساتھ حد سے زیادہ بے تکلفی سے پیش آتے تھے۔ ایک روز حضرت عباس نے آپ سے فرمایا: ''امیر المومنین! آپ کا کیا خیال ہے اگر حضرت موسیٰ علیہ السلام کے چچا مسلمان ہو کر آپ کے پاس آجائیں تو آپ ان کے ساتھ کس طرح پیش آئیں گے؟''

حضرت عمرؓ نے فرمایا: ''خدا کی قسم ان کے ساتھ حسن سلوک سے پیش آؤں گا۔''

حضرت عباسؓ کہنے لگے: ''میں تو محمد ﷺ کا چچا ہوں۔''

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ''ابو الفضل! تم کیا سمجھتے ہو؟ (آپ کی ذات تو آپ کی ذات ہے) مجھے تو آپ کے والد بھی اپنے والد سے زیادہ محبوب ہیں۔ اس لیے کہ میں جانتا ہوں کہ نبی کریم ﷺ کو آپ کے والد میرے والد سے زیادہ محبوب تھے۔ پس میں اپنی محبت پر نبی کریم ﷺ کی محبت کو ترجیح دیتا ہوں۔''

(طبقات ابن سعد (30/4) کنز العمال الحدیث (۳۰۵)

حضرت ابوجعفر سے روایت ہے کہ حضرت عباسؓ (بحرین سے مال غنیمت کی آمد

کے موقع پر) حضرت عمرؓ کے پاس تشریف لائے اور فرمایا: ''نبی کریم ﷺ نے مجھے بحرین کے مالِ غنیمت کے حصہ کے لئے فرمایا تھا۔'' حضرت عمرؓ نے گواہی طلب کی تو انہوں نے حضرت مغیرہ بن شعبہؓ کو بطور گواہ پیش کیا اور انہوں نے گواہی دی۔لیکن اس کے باوجود حضرت عمرؓ نے حضرت عباسؓ کے حق میں فیصلہ نہیں فرمایا لگ رہا تھا کہ گویا حضرت عمرؓ گواہی قبول نہیں فرمارہے ہے۔جس پر انہوں نے حضرت عمرؓ پر سخت ناگواری کا اظہار کیا۔حضرت عمرؓ نے (حضرت عباسؓ کے بیٹے سے) فرمایا: اے عبداللہ اپنے والد کا ہاتھ پکڑو، پھر حضرت عباسؓ سے فرمایا: ''ابوالفضل! خدا کی قسم اگر میرے والد خطاب اسلام قبول کر لیتے تو بھی مجھے ان کے اسلام لانے سے زیادہ آپ کے اسلام قبول کرنے کی خوشی ہوتی اسلئے کہ نبی کریم ﷺ کی خوشی اسی میں تھی۔''

(الطبقات الکبری لابن سعد (14/4)

حضرت عباس رضی اللہ عنہ کے ساتھ پرنالہ کے بارے میں گفتگو

حضرت عبداللہ بن عباسؓ فرماتے ہیں کہ حضرت عمرؓ جس راستے سے گزر کر مسجد نبوی ﷺ میں جاتے تھے اس راستے میں حضرت عباسؓ کا ایک پرنالہ تھا۔ایک مرتبہ جمعہ کے دن حضرت عمرؓ نئے کپڑے زیب تن فرما کر مسجد نبوی تشریف لے جا رہے تھے۔اتفاق سے اسی دن حضرت عباسؓ کے لئے (چھت پر) دو پرندے بھی ذبح کئے گئے تھے جن کا خون اس پرنالے میں ہی پڑا ہوا تھا۔حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے اس پرنالے میں پانی بہایا عین اسی وقت حضرت عمرؓ پرنالے کے نیچے سے گذر رہے تھے تو وہ سارا پانی اور خون حضرت عمرؓ پر جا پڑا۔جس پر حضرت عمرؓ نے وہ پرنالہ وہاں سے اکھاڑنے کا حکم دیدیا اور گھر جا کر دوبارہ کپڑے تبدیل کر کے مسجد میں تشریف لائے اور لوگوں کو نماز پڑھائی۔بعد میں حضرت عباسؓ حضرت عمرؓ کے پاس تشریف لائے اور کہا کہ یہ پرنالہ

اس جگہ پر نبی کریم ﷺ نے نصب فرمایا تھا۔ یہ سنتے ہی حضرت عمرؓ نے فرمایا: ”میں آپ کو قسم دیتا ہوں کہ آپ میری پیٹھ پر سوار ہو کر اس پرنالے کو دوبارہ اسی جگہ پر نصب کریں جہاں نبی کریم ﷺ نے نصب فرمایا تھا۔“ چنانچہ حضرت عباسؓ نے ایسا ہی کیا۔“

دوسری روایت میں ہے کہ حضرت عمرؓ نے حضرت عباس رضی اللہ عنہ کو اپنی گردن پر سوار کرلیا اور انہوں نے حضرت عمرؓ کے کندھوں پر پاؤں رکھ کر اس پرنالے کو دوبارہ اس کی پہلی جگہ نصب کیا۔

(الطبقات الکبری لابن سعد (20/4) مسند احمد (210/1) مستدرک حاکم (3/331-334)

....

نبی کریم ﷺ کے ساتھ حضرت عثمان بن عفانؓ کی محبت

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پہلے طواف نہ کرنا

حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں قریشِ مکہ نے (صلح حدیبیہ کے موقع پر) اپنے چالیس پچاس آدمیوں کو نبی کریم ﷺ کے لشکر کا جائزہ لینے کے لیے بھیجا اور انہیں کہا کہ محمد ﷺ کے کسی ساتھی کو پکڑ کر ہمارے پاس لے آؤ۔ صحابہ کرامؓ نے انہیں گرفتار کرلیا اور نبی کریم ﷺ کی خدمت میں پیش کر دیا۔ باوجودیکہ انہوں نے نبی کریم ﷺ کے لشکر کے خلاف نیزہ بازی کی تھی اور ان پر پتھر برسائے تھے، لیکن آپ ﷺ نے اسے معاف کر دیا اور صحابہ کرامؓ کو حکم دیا کہ انہیں آزاد کر دیں۔

پھر آپ ﷺ نے مکہ مکرمہ بھیجنے کیلئے حضرت عمرؓ کو بلایا تاکہ وہ سردارانِ قریش کو بتائیں کہ مسلمان لڑنے کے ارادے سے نہیں آئے ہیں۔ بلکہ ان کا مقصد کچھ اور ہے۔

انہوں نے عرض کیا ”یارسول اللہ! اگر میں مکہ مکرمہ گیا تو خطرہ ہے کہ وہ مجھے جان سے نہ مار دیں۔ آپ جانتے ہیں کہ ان کے دلوں میں میرے خلاف کتنی نفرت اور کینہ ہے۔ پھر وہاں میرے قبیلہ عدی بن کعب میں سے میری حمایت کرنے والا بھی کوئی نہیں ہے۔ میں آپ کو ایسے آدمی کے بارے میں بتاتا ہوں، قریش جن کی عزت مجھ سے زیادہ کرتے ہیں۔ آپ ﷺ عثمان بن عفانؓ کو ان کے پاس بھیج دیں۔“

چنانچہ نبی کریم ﷺ نے حضرت عثمانؓ کو طلب فرمایا اور انہیں ابوسفیانؓ اور دیگر سرداران مکہ کی طرف یہ پیغام دے کر مکہ مکرمہ بھیجا کہ وہ کسی لڑائی اور جنگ وجدال کی غرض سے نہیں آئے بلکہ صرف بیت اللہ کی زیارت مقصود ہے۔

(سیرت ابن ہشام ج ۴ ص ۲۸۲)

چنانچہ حضرت عثمانؓ مکہ مکرمہ کی طرف روانہ ہو گئے۔ جب وہ مکہ مکرمہ میں داخل ہوئے یا اس سے پہلے ان کی ملاقات ابان بن سعید سے ہوئی۔ ابان بن سعید احترام سے پیش آیا اور آپؓ نے ان کو نبی کریم ﷺ کا پیغام پہنچایا اور اس کے بعد ابوسفیان اور دیگر اشراف قریش کے پاس آکر انہیں بھی نبی کریم ﷺ کے ارادے سے مطلع فرمایا۔ جب حضرت عثمانؓ فارغ ہوئے تو انہوں نے حضرت عثمانؓ سے کہا کہ اگر تم بیت اللہ شریف کا طواف کرنا چاہتے ہو تو کرلو۔ انہوں نے فرمایا: ”جب تک نبی کریم ﷺ بیت اللہ کا طواف نہ فرمالیں، میں طواف نہیں کروں گا۔“

(السیرۃ النبویۃ لابن ہشام (282/4

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا یہ ارشاد گرامی نبی کریم ﷺ سے حد درجہ محبت اور خود پر نبی کریم ﷺ کو ترجیح دینے کی واضح دلیل ہے۔

غزوۂ تبوک میں آپ رضی اللہ عنہ کا تعاون

حضرت عبدالرحمٰن بن سمرۃؓ فرماتے ہیں: (غزوۂ تبوک کے موقع پر جب نبی

کریم ﷺ نے صدقے کی ترغیب دی) حضرت عثمانؓ اپنی آستین میں ایک ہزار دینار لے کر آئے اور نبی کریم ﷺ کی خدمت میں پیش کیا۔ میں نے دیکھا کہ نبی کریم ﷺ ان دیناروں کو اپنی گود میں الٹ پلٹ رہے ہیں اور آپ ﷺ نے دو بار یہ جملہ ارشاد فرمایا: ''اگر آج کے بعد عثمان کوئی عمل نہ بھی کرے تو اسے کچھ نقصان نہیں ہے۔''

(سنن ترمذی کتاب المناقب باب فی مناقب عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ حدیث نمبر ۳۷۰۱)

حضرت ابن اسحاقؒ فرماتے ہیں: ''رسول اللہ ﷺ نے خود بھی سفر کی بھرپور تیاری کی اور لوگوں کو بھی سفر کی خوب تیاری کا حکم دیا اور مالدار لوگوں کو اللہ کے راستہ میں خرچ کرنے کے ترغیب دی۔ چنانچہ لوگوں نے ثواب کی نیت سے اس کارخیر میں خوب حصہ لیا اور مال واسباب کے ڈھیر لگا دیے۔ سب سے زیادہ تعاون حضرت عثمانؓ نے کیا۔ ابن ہشام کے فرمان کے مطابق حضرت عثمانؓ نے غزوۂ تبوک کے موقع پر ایک ہزار دینار خرچ کیے۔ اس موقعہ پر نبی کریم ﷺ نے حضرت عثمانؓ کے حق میں یہ دعا فرمائی: ''اے اللہ! آپ عثمانؓ سے راضی ہو جائیں بے شک میں بھی اس سے راضی ہوں۔'' (ابن ہشام (197/5)

....

بَلَغَ الْعُلیٰ بِکَمَالِهٖ
کَشَفَ الدُّجیٰ بِجَمَالِهٖ
حَسُنَتْ جَمِیْعُ خِصَالِهٖ
صَلُّوْا عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی محبت

ہجرت کی رات حضرت علیؓ کا نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بستر پر سونا

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ ارشاد باری تعالیٰ: "وَاِذۡ يَمۡكُرُ بِكَ الَّذِيۡنَ كَفَرُوۡا لِيُثۡبِتُوۡكَ". (الانفال آیت نمبر ۳۰) کی تفسیر میں فرماتے ہیں: "ایک رات کفار مکہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بارے میں مشورہ کیا تو ان میں سے بعض نے یہ مشورہ دیا کہ (معاذ اللہ) صبح نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو مضبوط زنجیروں سے باندھ دیا جائے۔ اور بعض نے کہا کہ انہیں قتل کر دیا جائے، جب کہ بعض کفار نے یہ مشورہ دیا کہ انہیں مکہ مکرمہ سے نکال دیا جائے۔ اللہ تعالیٰ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ان کی اس سازش کی خبر کر دی۔ چنانچہ اس رات حضرت علیؓ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بستر پر سوئے اور آں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہجرت کی غرض سے غارِ ثور کی طرف تشریف لے گئے۔ مشرکین ساری رات حضرت علیؓ کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سمجھ کر پہرہ دیتے رہے اور صبح کے وقت جب انہوں نے ہلہ بولا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بجائے حضرت علیؓ کو پایا۔ اس طرح اللہ تعالیٰ نے ان کی سازش اور مکر و فریب سے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو محفوظ رکھا۔ انہوں نے حضرت علیؓ سے پوچھا کہ تمہارے ساتھی (یعنی نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کہاں ہیں؟ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے جواب دیا: "مجھے معلوم نہیں۔" یہ سن کر وہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قدموں کے نشانات کا کھوج لگاتے ہوئے تعاقب میں نکلے لیکن پہاڑ کے پاس پہنچ کر (وہ نشاناتِ قدم کا صحیح اندازہ نہ کر سکے) اور وہ نشانات خلط ملط ہو گئے اور جب وہ کفار اس غار کے پاس سے گزرے جس کے اندر نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پناہ لی ہوئی تھی تو اس پر مکڑی نے جالا بنا ہوا تھا۔ یہ دیکھ کر وہ کہنے لگے کہ اس غار میں کوئی نہیں ہے۔ اگر اس میں کوئی شخص داخل ہوا ہوتا تو اس کے

دہانے پر مکڑی کا جالا نہ ہوتا۔ اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تین روز تک اس غار میں مقیم رہے۔ غار کے دہانے پر مکڑی کا اس طرح جالا بنانا اللہ تعالیٰ کی طرف سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نصرت اور مدد کی دلیل ہے۔

(مسند احمد (1/348)، حدیث نمبر (3251)

حضرت علی رضی اللہ عنہ کا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نامِ مبارک نہ مٹانا

صلح حدیبیہ کے موقع پر جب صلح کا معاہدہ لکھا جانے لگا تو اس میں ایک جملہ یہ بھی لکھا گیا کہ یہ وہ شرائط ہیں جن پر ''محمد رسول اللہ'' صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے صلح کی۔ کفارِ مکہ کہنے لگے کہ ''محمد رسول اللہ'' کے بجائے ''محمد بن عبد اللہ'' لکھیں کیوں کہ اگر ہم آپ کو ''رسول اللہ'' تسلیم کر لیں تو پھر تو کوئی جھگڑا ہی نہ ہو اور نہ ہی ہم آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کسی چیز سے منع کریں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ: میں ''محمد رسول اللہ'' بھی ہوں اور ''محمد بن عبد اللہ'' بھی۔ اور پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے فرمایا: ''رسول اللہ'' کے لفظ کو مٹا دو۔'' حضرت علی رضی اللہ عنہ نے جواب دیا: خدا کی قسم! میں کبھی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نام نہیں مٹا سکتا۔''

(صحیح البخاري (2/960)، حدیث نمبر (3553)، کتاب المغازی، باب عمرة القضاء)

حضرت علی رضی اللہ عنہ کا سواری کے لیے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ترجیح دینا

حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ غزوۂ بدر میں تین تین آدمیوں کے پاس ایک ایک اونٹ تھا۔ حضرت ابو لبابہ اور حضرت علی رضی اللہ عنہ یہ دونوں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ تھے۔ جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چلنے کی باری آئی تو ان دونوں حضرات نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عرض کیا کہ ہم دونوں چلتے رہیں گے۔ ہماری باری پر بھی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہی سوار رہیں۔ لیکن نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''نہ تو تم دونوں مجھ سے زیادہ طاقتور ہو اور نہ ہی میں تم دونوں کے مقابلے میں اجر و ثواب سے بے نیاز ہوں۔''

(مسند احمد حدیث نمبر (3901 و 3965)، مجمع الزوائد (6/68)

دوسری فصل

نبی کریم ﷺ کے ساتھ دیگر صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی محبت کے واقعات کا بیان

ایک انصاری صحابی کی آپ ﷺ سے محبت

حضرت شعبیؒ فرماتے ہیں: ''ایک انصاری صحابی نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور کہنے لگے: کہ یارسول اللہ! آپ ﷺ مجھے میری جان، والدین، اہل وعیال اور مال و دولت سب سے زیادہ محبوب ہیں۔ اگر میں آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر روئے مبارک کی زیارت نہ کروں تو مرنے کے قریب ہو جاتا ہوں۔''

ان انصاری صحابی نے اتنا کہا اور زاروقطار رونے لگے۔ نبی کریم ﷺ نے رونے کی وجہ دریافت کی تو عرض کیا: ''یارسول اللہ! جب مجھے یہ خیال آتا ہے کہ آپ ﷺ عنقریب اس دنیا سے پردہ فرما جائیں گے اور ہم بھی اس دنیا سے رخصت ہو جائیں گے تو آپ ﷺ تو جنت میں انبیاء علیہم السلام کے ساتھ بہت بلند مقام پر ہوں گے اور ہم اگر جنت میں داخل ہو بھی گئے تو آپ ﷺ سے بہت کم درجہ پر ہوں گے (اور آپ ﷺ کے روئے زیبا کی زیارت نہ ہو گی بس یہی خیال پریشان رکھتا ہے۔'' نبی کریم ﷺ نے ان صحابیؓ کو اس بات کا کوئی جواب نہ دیا تب اللہ تبارک وتعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی:

يُّصْلِحْ لَكُمْ اَعْمَالَكُمْ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ ۗ وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ فَقَدْ فَازَ فَوْزًا عَظِيْمًا. (71--22 ومن يقنت (41) | 33-الأحزاب (71)

ترجمہ: سنوار دے تمہارے واسطے تمہارے کام، اور بخش دے تم کو تمہارے گناہ اور جو کوئی کہنے پر چلا اللہ کے اور اس کے رسول کے اس نے پائی بڑی مراد۔

نمبر ۲۲ سورۃ الاحزاب آیت نمبر ۷۰ تفسیر عثمانی، شیخ الہند مولانا محمود حسن رحمۃ اللہ علیہ)

وَ كَفٰى بِاللّٰهِ عَلِيْمًا.

5-والمحصنت (47) | 4-النسآء (70)

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان سے فرمایا: خوشخبری ہو (کہ تمہاری تسلی کے لئے اللہ تبارک وتعالیٰ نے یہ آیات نازل فرمائیں) (شعب الإیمان، حدیث نمبر (1370)

امام قرطبی اس آیت مبارکہ کی تفسیر میں فرماتے ہیں:

"ایک مرتبہ حضرت عبداللہ بن زید بن عبداللہ رضی اللہ عنہ نے (جنہوں نے سب سے پہلے خواب میں اذان سنی تھی) نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عرض کیا: "یارسول اللہ! جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور ہم اس دنیا سے رخصت ہو جائیں گے تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تو علیین میں ہوں گے، چناں چہ نہ تو ہم آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے روئے مبارک کی زیارت سے مشرف ہوسکیں گے اور نہ ہی ہمیں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صحبت میسر ہوسکے گی۔" اور اس پر انہوں نے اپنے بہت زیادہ حزن وملال اور غم کا اظہار فرمایا تو اس وقت اللہ تعالیٰ نے مذکورہ بالا آیت نازل فرمائی۔

اور جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا وصال ہوا تو انہوں نے دعا فرمائی کہ اے اللہ میری بینائی چھین لے تاکہ میں اپنے حبیب کے بعد کچھ نہ دیکھوں یہاں تک کہ دوبارہ ان سے (آخرت میں) ملاقات نہ ہو جائے، چنانچہ اس دعا کے فورا بعد آپ رضی اللہ عنہ اسی جگہ نابینا ہو گئے۔ (تفسیر قرطبی (271/5)

حضرت طلحہ بن براء رضی اللہ عنہ کی نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے محبت

حضرت حصین بن وحوح الانصاری فرماتے ہیں: "جب حضرت طلحہ بن براء رضی اللہ عنہ کی نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ملاقات ہوئی تو وہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے چمٹ گئے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قدموں کو بوسہ دینے لگے اور عرض کیا: "یارسول اللہ! آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جو چاہیں مجھے حکم دیں، میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ہر حکم پورا کروں گا۔" نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اس پر بہت تعجب ہوا کہ یہ تو ابھی کم عمر

ہے، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان سے فرمایا: ''جاؤ اور اپنے باپ کو قتل کر دو۔'' نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے منہ سے یہ بات سنتے ہی وہ اپنے کافر باپ کو قتل کرنے کے ارادے سے چل پڑے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کو واپس بلایا اور فرمایا: ''سنو! مجھے قطع رحمی کے لیے نہیں بھیجا گیا۔'' (میں نے تو صرف آزمانے کے لئے ایسا کیا تھا)

کچھ دنوں بعد وہی طلحہ رضی اللہ عنہ بیمار ہو گئے تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سخت سردی اور ابر آلود موسم میں ان کی عیادت کے لیے تشریف لے گئے۔ جب عیادت کے بعد واپس تشریف لے جانے لگے تو ان کے گھر والوں سے فرمایا: ''مجھے طلحہ کے اندر موت کے آثار نظر آرہے ہیں۔ مجھے اجازت دو کہ میں اس کو کلمہ شہادت پڑھاؤں اور اس کی نماز جنازہ ادا کروں۔ جلدی سے یہ بات طے کرو۔'' چنانچہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وہاں سے رخصت ہو کر ابھی بنی سالم بن عوف تک ہی پہنچے تھے کہ اس لڑکے کی وفات ہوگئی۔ اپنی وفات سے پہلے اس لڑکے نے یہ کہا: ''مجھے دفن کر دینا اور میرے رب کے پاس بھیج دینا اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو میرے جنازے پر نہ بلانا۔ مجھے ڈر ہے کہیں یہودی انہیں میری وجہ سے تکلیف نہ پہنچائیں۔'' لوگوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اس واقعہ کی اطلاع کی تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دعاء کے لیے ہاتھ اٹھا کر فرمایا:

''اے اللہ! آپ طلحہ سے ملاقات فرمائیں تو وہ آپ سے خوش ہو اور آپ اس سے خوش ہوں۔'' معجم الکبیر (28/4) حدیث نمبر (3554)، ومجمع الزوائد مختصرا (73/3)

صحابہ کرام رضی اللہ عنہ کا نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے گرد بیٹھنے کا طریقہ

حضرت اسامہ بن شریک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ''ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں ایسے ادب اور سکون سے بیٹھتے تھے کہ گویا ہمارے سروں پر پرندہ بیٹھا ہے۔ ہم میں سے کوئی بات نہیں کرتا تھا۔ جب باہر سے لوگ آتے تو وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مسائل پوچھتے کہ یا

رسول اللہ! ہمیں فلاں مسئلے کا حکم بتلائیے؟ فلاں مسئلے کا حکم بتلائیے، یہاں تک کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ”لوگو! اللہ تعالیٰ نے سب لوگوں سے حرج اٹھا دیا، سوائے اس شخص کے جس نے اپنے بھائی سے قرض لیا ہو، پس یہ حرج باقی ہے اور ہلاکت کا سبب ہے۔“

لوگوں نے سوال کیا کہ یارسول اللہ! ہم حالتِ مرض میں دوا دارو کریں یا نہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ”ہاں دوا لو: کیوں کہ اللہ تعالیٰ نے سوائے ایک مرض کے سب امراض کی دوا نازل فرمائی ہے۔ لوگوں نے کہا: یارسول اللہ ﷺ وہ کونسا مرض ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ”بڑھاپا۔“

لوگوں نے پوچھا: یارسول اللہ! اللہ تعالیٰ کو سب سے زیادہ محبوب کون ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: جس کے اخلاق سب سے اچھا ہوں۔“

(معجم الکبیر للطبرانی (197/1)' حدیث نمبر (473)، صحیح ابن حبان (465/2)، حدیث نمبر: (479)، مجمع الزوائد (24/8)، مستدرک حاکم (120/1)

نبی کریم ﷺ کی محبت میں صحابہ رضی اللہ عنہ کا خود کو پیش کرنا

حضرت عائشہؓ نے ارشاد باری تعالیٰ اَلَّذِیْنَ اسْتَجَابُوْا لِلّٰهِ وَالرَّسُوْلِ مِنْۢ بَعْدِ مَآ اَصَابَهُمُ الْقَرْحُ لِلَّذِیْنَ اَحْسَنُوْا مِنْهُمْ وَاتَّقَوْا اَجْرٌ عَظِیْمٌ. (4 - لن تنالوالبر (81) | 3 - آل عمران (172) کے بارے میں حضرت عروہؓ سے فرمایا: ”میرے بھانجے! تمہارے والدحضرت زبیر اور حضرت ابوبکرؓ بھی ان لوگوں میں شامل تھے (جن کا اس آیتِ مبارکہ میں ذکر کیا گیا ہے) جنگِ احد میں نبی کریم ﷺ کو بہت زیادہ پریشانی اٹھانی پڑی۔ جب مشرکین واپس چلے گئے تو یہ خوف پیدا ہوا کہ کہیں وہ پلٹ کر دوبارہ حملہ نہ کر دیں چنانچہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ”ان

مشرکین کے تعاقب میں کون جائے گا؟''صحابہ کرام میں سے ستر افراد نے خود کو اس کام کے لیے پیش کیا۔ان کے اندر حضرت ابو بکرؓ اور حضرت زبیرؓ بھی شامل تھے۔چنانچہ یہ حضرات مشرکین کے تعاقب میں نکلے اور کفار ان کے آنے کی خبر سن کر ہی بھاگ کھڑے ہوئے،اور یہ حضرات اللہ کی نعمت اور فضل سے بھرے ہوئے واپس آئے۔

(صحیح البخاری حدیث نمبر:(3849)،صحیح مسلم حدیث نمبر:(2418)،سنن ابن ماجہ حدیث نمبر(۱۲۴)

حضرت ابو اسحاقؒ فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ خود بھی کفار کے مقابلہ کے لیے تشریف لے گئے تھے۔حضرت ابو السائب بنی عبد الاشہل کے ایک آدمی سے روایت کرتے ہیں۔وہ کہتے ہیں کہ میں اور میرا ایک بھائی بھی جنگ احد میں شریک ہوئے اور وہاں سے زخمی حالت میں واپس لوٹے۔جب نبی کریم ﷺ کے منادی نے دوبارہ دشمنوں کے تعاقب میں نکلنے کا اعلان کیا تو ہم دونوں بھائیوں نے ایک دوسرے سے کہا: ہم زخمی بھی ہیں اور ہمارے پاس کوئی سواری بھی نہیں کہیں ایسا نہ ہو کہ ہم اس غزوہ میں شریک نہ ہوسکیں،چنانچہ شدید زخمی حالت میں ہی ہم آپ ﷺ کے ہمراہ نکل پڑے۔میں اپنے بھائی کے مقابلہ میں ذرا کم زخمی تھا۔چنانچہ جب وہ چلنے سے عاجز ہو جاتا تو میں اسے اپنی پیٹھ پر سوار کر لیتا اور کبھی وہ خود چلنے لگتے۔اسی طرح ہم بھی اس جگہ پہنچ گئے جہاں دوسرے مسلمان پہنچے ہوئے تھے۔پھر نبی کریم ﷺ نکلے اور مدینہ منورہ سے آٹھ میل دور حمراء الاسد کے مقام پر،پیر منگل اور بدھ تین دن تک قیام فرمایا اور پھر واپس مدینہ تشریف لے آئے۔

(السیرۃ النبویۃ لابن کثیر (98/3)

اللہ تعالیٰ نے صحابہ کرامؓ کے اس طرزِ عمل پر قرآن مقدس میں ان کی تعریف فرمائی ہے ارشاد ہے:

اَلَّذِيۡنَ اسۡتَجَابُوۡا لِلّٰهِ وَالرَّسُوۡلِ مِنۡۢ بَعۡدِ مَاۤ اَصَابَهُمُ الۡقَرۡحُ ۛؕ لِلَّذِيۡنَ اَحۡسَنُوۡا مِنۡهُمۡ وَاتَّقَوۡا اَجۡرٌ عَظِيۡمٌ ۚ‏

ترجمہ: جن لوگوں نے حکم مانا اللہ کا اور رسول کا بعد اس کے کہ پہنچ چکے تھے ان کو زخم جو ان میں نیک ہیں اور پرہیزگار، ان کو بڑا ثواب ہے۔

(4-لن تنالوالبر (81) | 3-آل عمران (172)

اَلَّذِيۡنَ قَالَ لَهُمُ النَّاسُ اِنَّ النَّاسَ قَدۡ جَمَعُوۡا لَـكُمۡ فَاخۡشَوۡهُمۡ فَزَادَهُمۡ اِيۡمَانًا ۖۗ وَّقَالُوۡا حَسۡبُنَا اللّٰهُ وَنِعۡمَ الۡوَكِيۡلُ‏.

ترجمہ: جن کو کہا لوگوں نے کہ مکہ والے آدمیوں نے جمع کیا ہے سامان تمہارے مقابلہ کو سو تم ان سے ڈرو تو اور زیادہ ہوا ان کا ایمان اور بولے کافی ہے ہم کو اللہ اور کیا خوب کارساز ہے۔

(4-لن تنالوالبر (82) | 3-آل عمران (173)

فَانۡقَلَبُوۡا بِنِعۡمَةٍ مِّنَ اللّٰهِ وَفَضۡلٍ لَّمۡ يَمۡسَسۡهُمۡ سُوۡٓءٌ ۙ وَّاتَّبَعُوۡا رِضۡوَانَ اللّٰهِ ؕ وَاللّٰهُ ذُوۡ فَضۡلٍ عَظِيۡمٍ‏۔

4 -لن تنالوالبر (83) | 3-آل عمران (174)

ترجمہ: پھر چلے آئے مسلمان اللہ کے احسان اور فضل کے ساتھ کچھ نہ ان کو پہنچی برائی اور تابع ہوئے اللہ کی مرضی کے اور اللہ کا فضل بڑا ہے۔ (الدر المنثور 362/2)

حضرت ابودجانہ اور سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہما کی نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے محبت

غزوۂ احد کے موقع پر (جب آں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دشمنوں کے نرغے میں آگئے تو) حضرت ابودجانہؓ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر جھکے ہوئے تھے اور اپنے بدن کو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لیے ڈھال بنایا ہوا تھا۔ تیر ان کی پیٹھ پر آ کر لگ رہے تھے۔ یہاں تک کہ آپؓ کی

پیٹھ تیروں سے بھر گئی۔ حضرت سعد بن ابی وقاص آں حضرت ﷺ کے دفاع میں تیر اندازی کر رہے تھے اور نبی کریم ﷺ اپنے دستِ مبارک سے آپؓ کو تیر پکڑا رہے تھے اور آپ ﷺ کی زبان پر یہ کلمات جاری تھے: ''سعدؓ! تم پر میرے ماں باپ فدا ہوں، تیر پھینکو۔'' (سیرۃ ابن هشام (2/80-82)

حضرت نبی کریم ﷺ کے وضو سے بچے ہوئے پانی سے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا حصول برکت

امام زہریؒ بعض ثقہ انصار سے روایت کرتے ہیں کہ جب نبی کریم ﷺ وضو کرتے اور ناک صاف کرتے تو وہ حضرات وضو کے پانی اور ناک کی ریزش کو اٹھا کر اپنے چہروں اور بدن پر مل لیا کرتے تھے۔ جب نبی کریم ﷺ نے سوال کیا کہ تم ایسا کیوں کرتے ہو؟ تو انہوں نے جواب دیا کہ ہم یہ کام حصول برکت کے لیے کرتے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''جس شخص کو یہ بات پسند ہو کہ اللہ اور اس کا رسول اس سے محبت کریں تو اسے چاہیے کہ وہ سچی بات کہے، امانت ادا کرے اور پڑوسی کو تکلیف نہ دے۔''

(معجم الکبیر للبطرانی (1/179)، صحیح ابن حبان حدیث نمبر (489)، مجمع الزوائد (8/24)

حضرت مسور بن مخرمہ رضی اللہ عنہ صلح حدیبیہ کا واقعہ بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں: پھر عروہ غور سے حضرت نبی کریم ﷺ کے صحابہؓ کو دیکھنے لگے۔ راوی کہتے ہیں کہ خدا کی قسم! نبی کریم ﷺ کی ناک مبارک سے جو بھی ریزش نکلتی صحابہ کرامؓ اسے ہاتھوں ہاتھ لیتے اور اسے اپنے چہرے اور جلد پر مل لیتے۔ اور جب نبی کریم ﷺ انہیں کوئی حکم دیتے تو وہ اس کو بعجلت بجالاتے، اور جب نبی کریم ﷺ وضو فرماتے تو ایسے لگتا کہ جیسے وضو کا بچا پانی حاصل کرنے کے لیے ایک دوسرے سے لڑ پڑیں گے۔ اور جب صحابہ کرام رضی اللہ عنہم، نبی کریم ﷺ سے گفتگو کرتے تو بہت پست آواز

میں بولتے اور نبی کریم ﷺ کی تعظیم کی وجہ سے آپ ﷺ کے روئے مبارک کی طرف نظر جما کر نہیں دیکھتے تھے۔ (نبی کریم ﷺ سے صحابہ کرامؓ کی والہانہ محبت کے یہ سارے مناظر دیکھ کر) عروہ اپنے ساتھیوں میں واپس آئے اور کہنے لگے: ''واللہ! میں نجاشی اور قیصر و کسریٰ جیسے بڑے بڑے بادشاہوں کے درباروں میں گیا ہوں لیکن خدا کی قسم کسی بادشاہ کے ساتھیوں کو اس طرح تعظیم کرتے نہیں دیکھا جیسے نبی کریم ﷺ کے صحابہ کرامؓ ان کی تعظیم کرتے ہیں۔''

(صحیح البخاری (167/11)، ومسند احمد (324/4))

حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ کا نبی ﷺ سے محبت کا قصہ

جب نبی کریم ﷺ مکہ مکرمہ سے ہجرت کر کے مدینہ منورہ تشریف لائے تو حضرت ابوایوب انصاریؓ کو شرفِ میزبانی بخشا۔ (حضرت ابوایوب انصاریؓ کا مکان دو منزلہ تھا)۔ نیچے والی منزل میں نبی کریم ﷺ قیام پذیر ہوئے اور اوپر والی منزل میں حضرت ابوایوب انصاریؓ رہنے لگے۔ ایک رات اچانک انہیں خیال آیا کہ نیچے تو نبی کریم ﷺ تشریف فرما ہیں اور ہم ان کے سر کے اوپر چل پھر رہے ہیں، یہ خیال آتے ہی انہوں نے ایک طرف ہو کر رات بسر کی اور صبح کے وقت یہ معاملہ نبی کریم ﷺ کی خدمت میں پیش کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ نچلے حصے میں زیادہ آسانی ہے۔ لیکن حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ نے جواب دیا کہ میں اس چھت پر کسی صورت نہیں چڑھ سکتا جس کے نیچے آپ ﷺ تشریف فرما ہوں چناں چہ نبی کریم ﷺ اوپر والی منزل میں تشریف لے گئے اور حضرت ابوایوب انصاریؓ نچلی منزل میں مقیم ہو گئے۔

حضرت ابوایوب انصاریؓ نبی کریم ﷺ کے لیے کھانا تیار کر کے بھیجتے اور جب برتن

واپس آتا تو وہ پوچھا کرتے تھے کہ نبی کریم ﷺ نے کس جگہ سے کھایا تھا۔ یہ معلوم کرنے کے بعد وہ بھی اسی جگہ سے کھانا کھاتے جہاں نبی کریم ﷺ کی انگشت مبارک لگی ہوتیں تھیں۔ایک دن انہوں نے کھانا بنایا جس کے اندر لہسن بھی تھا۔جب برتن واپس آئے تو انہوں نے وہی سوال کیا کہ نبی کریم ﷺ نے کس جگہ سے کھانا تناول فرمایا تھا۔جواب ملا کہ نبی کریم ﷺ نے کھانا تناول ہی نہیں فرمایا۔ یہ سن کر حضرت ابو ایوب انصاری بہت گھبرائے اور نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر پوچھا کہ یارسول اللہ! کیا لہسن حرام ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''حرام تو نہیں ہے لیکن میں اس کو ناپسند کرتا ہوں۔'' حضرت ابو ایوبؓ نے کہا: ''جس کو آپ ﷺ ناپسند کرتے ہیں اسے میں بھی ناپسند کرتا ہوں۔'' راوی فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ پر تو فرشتے نازل ہوتے تھے (اس لیے وہ لہسن وغیرہ کی بو سے بھی بچتے تھے)

(صحیح مسلم حدیث نمبر: (2053)، کتاب الأشربة' باب اباحة اکل الثوم)

نبی کریم ﷺ سے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی محبت

حضرت عبدالرحمٰن بن زیدؒ فرماتے ہیں: ''ہم نے حضرت حذیفہؓ سے سوال کیا کہ چال ڈھال اور ڈیل ڈول کے اعتبار سے نبی کریم ﷺ کے سب سے زیادہ مشابہ کون ہے؟'' انہوں نے فرمایا: ''میں نے چال ڈھال اور ڈیل ڈول کے اعتبار سے کسی کو امّ عبد یعنی عبداللہ بن مسعودؓ سے زیادہ نبی کریم ﷺ کے مشابہ نہیں پایا۔''

(صحیح البخاری حدیث نمبر: (3551)، کتاب فضائل الصحابة باب مناقب عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ)

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خوشنودی حاصل کرنے کی کوشش

حضرت عبداللہ بن مسعود ؓ ابو جہل کے قتل کا قصہ بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

''پھر میں نے ابو جہل کا سر تن سے جدا کیا، اسے لے کر نبی کریم ﷺ کی خدمت میں اضر ہوا اور عرض کیا: ''یارسول اللہ! یہ اللہ تعالیٰ کے دشمن ابو جہل کا سر ہے۔'' نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''(کیا تم) اس خدا کی قسم (اٹھاتے ہو) جس کے سوا کوئی معبود نہیں ہے؟'' حضرت عبداللہ بن مسعود ؓ فرماتے ہیں: آنحضرت ﷺ اس طرح قسم اٹھاتے تھے میں نے کہا: جی ہاں! یارسول اللہ، اس ذات کی قسم جس کے سوا کوئی معبود نہیں ہے۔ پھر میں نے اس بدبخت کا سر نبی کریم ﷺ کے سامنے ڈال دیا اور نبی کریم ﷺ نے اللہ تعالیٰ کی حمد وثناء اور تعریف بیان کی۔''

(السيرة النبوية لابن ہشام (۲/635)

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی محبت کا ایک انداز

حضرت ابو الدرداء ؓ فرماتے ہیں کہ ایک روز نبی کریم ﷺ نے مختصر سا خطبہ ارشاد فرمایا اور اس کے بعد حضرت ابو بکر صدیق ؓ سے فرمایا کہ خطبہ دیں۔ حضرت ابو بکر ؓ کھڑے ہوئے اور انہوں نے نبی کریم ﷺ سے بھی مختصر خطبہ ارشاد فرمایا۔ جب وہ خطبہ سے فارغ ہو گئے تو نبی کریم ﷺ نے حضرت عمر ؓ سے فرمایا کہ خطبہ دیں۔ حضرت عمر ؓ کھڑے ہوئے اور ان دونوں حضرات سے بھی مختصر خطبہ ارشاد فرمایا۔

اس کے بعد نبی کریم ﷺ نے ایک اور صحابی رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ فلاں! اٹھو اور خطبہ دو؛ چناں چہ وہ کھڑے ہوئے اور انہوں نے بہت لمبا خطبہ دیا۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''خاموش ہو جاؤ! یا فرمایا: بیٹھ جاؤ: کیوں کہ لمبی بات شیطان کی طرف سے ہے،

اور کچھ بیانات جادو ہوتے ہیں‘‘

پھر آپ ﷺ نے حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے فرمایا: ’’اے ابن ام عبد! اٹھو اور خطبہ دو۔‘‘ انہوں نے کھڑے ہو کر پہلے اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء کی پھر فرمایا: ’’اے لوگو! اللہ تعالیٰ ہمارے رب ہیں، اسلام ہمارا دین ہے، قرآن ہمارا امام ہے، بیت اللہ ہمارا قبلہ ہے اور (نبی کریم ﷺ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا) یہ ہمارے نبی ﷺ ہیں۔ جس چیز کو ہمارے اللہ اور اس کے رسول پسند کرتے ہیں ہم بھی اسے پسند کرتے ہیں اور جس چیز کو اللہ اور اس کے رسول ﷺ ہمارے لیے ناپسند کرتے ہیں، اسے ہم بھی ناپسند کرتے ہیں۔‘‘

نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ’’ابن ام عبد نے درست اور سچی بات کہی، میں بھی اپنی امت کے لیے اس پر راضی ہوں جس پر ابن ام عبد راضی ہیں۔‘‘

(مجمع الزوائد 290/9)

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کی نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے محبت

حضرت معاذ بن جبلؓ سے روایت ہے کہ جب نبی کریم ﷺ نے انہیں یمن کی طرف روانہ فرمایا تو آپ ﷺ وصیت کرتے ہوئے ان کے ساتھ ساتھ چلتے جاتے تھے۔ حضرت معاذ بن جبلؓ سوار تھے جبکہ نبی کریم ﷺ ان کے ساتھ پیدل چل رہے تھے۔ جب نبی کریم ﷺ وصیت وغیرہ سے فارغ ہو چکے تو فرمایا: ’’معاذؓ! شاید کہ اس سال کے بعد ہم دوبارہ نہ مِل پائیں اور تمہارا گذر میری مسجد اور قبر پر ہو۔‘‘ یہ سن کر حضرت معاذؓ نبی کریم ﷺ کے فراق کی وجہ سے پھوٹ پھوٹ کر رونے لگے، پھر نبی کریم ﷺ واپس پلٹے اور مدینہ منورہ کی طرف رخ کر کے ارشاد فرمایا:

’’متقی لوگ میرے سب سے زیادہ قریب ہیں، وہ جو بھی ہوں، جہاں بھی ہوں۔‘‘

(مسند امام احمد 235/5)

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے حضرت سعد بن الربیع رضی اللہ عنہ کی محبت

حضرت زید بن ثابتؓ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ جنگ احد کے دن نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے سعد بن ربیعؓ کی تلاش میں بھیجا اور فرمایا ''اگر وہ تمہیں مل جائیں تو انہیں میرا اسلام کہنا اور کہنا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پوچھ رہے ہیں کہ تم کیسے ہو؟'' چنانچہ میں نے انہیں مقتولین کے درمیان تلاش کیا تو وہ اپنی زندگی کی آخری سانسیں لے رہے تھے اور ان کے جسم پر تیر، تلوار اور نیزوں کے ستر زخم تھے۔ میں نے ان سے کہا کہ اے سعد! نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تمہیں سلام کہتے ہیں اور پوچھ رہے ہیں کہ تم کیسے ہو؟ انہوں نے کہا کہ: ''نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر بھی سلام ہو اور تم پر بھی سلام ہو۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کہنا کہ یارسول اللہ! مجھے جنت کی ہوائیں آ رہی ہیں، اور میری قوم انصار سے کہنا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ مخلص رہنا، ورنہ تمہارا کوئی عذر قابل قبول نہیں ہوگا اور تم میں سے ہر ایک کو اپنے رب کے حضور حاضر ہونا ہے۔'' راوی کہتے ہیں کہ اس کے بعد ان کی سانسیں ختم ہوگئیں اور وہ اس دنیا سے رخصت ہو گئے۔

(مستدرک حاکم (3/221)، حدیث نمبر: (4906)

حضرت ابو طلحہ رضی اللہ عنہ کی نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے محبت

حضرت ابو طلحہؓ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جلیل القدر صحابی اور حضرت ام سلیم رضی اللہ عنہا کے شوہر ہیں۔ آپ کا نام زید بن سہلؓ ہے۔

حضرت انس بن مالکؓ فرماتے ہیں: ''جب حضرت ابو طلحہؓ کی نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہمراہ دشمنوں کے ساتھ مڈبھیڑ ہوئی تو وہ گھٹنوں کے بل آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے بیٹھ گئے اور اپنے ترکش کے تیر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے بکھیر کر فرمایا:

میرا چہرہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لیے ڈھال ہے اور میری جان آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی جان پر فدا

ہے۔آپ ﷺ پر ہمیشہ اللہ تعالیٰ کی سلامتی ہو۔

(عمل الیوم واللیلۃ حدیث نمبر (۴۴۱)

حضرت انسؓ کہتے ہیں ”جنگ احد کے دن جب مسلمان آنحضرت ﷺ کو چھوڑ کر منتشر ہو گئے تو حضرت ابوطلحہؓ آنحضرت ﷺ کے سامنے ایک چمڑے کی ڈھال کیے رہے (کہ مبادا کفار کا کوئی تیر آپ ﷺ کو نقصان نہ پہنچا دے)۔حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ بڑے عمدہ تیر انداز اور کمان کو بڑی زور سے کھینچنے والے تھے۔ان کے ہاتھوں میں اس دن دو یا تین کمانیں ٹوٹیں۔اور جب کوئی مسلمان تیروں کا ترکش لیے ادھر سے گذرتا تو آپ ﷺ فرماتے: ”یہ سارے تیر، ابوطلحہؓ کے سامنے ڈال دو۔“ آں حضرت ﷺ سر اٹھا کر کفار کو دیکھتے تو حضرت ابوطلحہؓ ان سے عرض کرتے: ”یارسول اللہ !میرے ماں باپ آپ ﷺ پر فدا ہوں آپ ﷺ سر نہ اٹھائیں،کہیں ان کافروں کا کوئی تیر آپ ﷺ کو نہ لگ جائے۔آپ ﷺ پر قربان ہونے کے لیے میرا سینہ حاضر ہے۔“

(صحیح البخاری (1490/4) ,حدیث نمبر: (3837).

محمد بن سیرینؒ فرماتے ہیں: ”حج سے فراغت کے بعد جب نبی کریم ﷺ نے حلق کرایا تو سب سے پہلے حضرت ابوطلحہؓ آپ ﷺ کے بال مبارک لینے کے لیے کھڑے ہوئے۔اس کے بعد دوسرے حضرات آگے بڑھے اور انہوں نے بھی آں حضرت ﷺ کے موئے مبارک لیے۔“

حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ جب نبی کریم ﷺ نے منیٰ میں حلق کرانے کا ارادہ کیا تو حضرت ابوطلحہؓ نے ایک جانب سے آپ ﷺ کے بال مبارک پکڑ لیے اور حجام نے انہیں کاٹ دیا تو آپؓ وہ بال حضرت ام سلیم رضی اللہ عنہا کے پاس لے کر آئے اور انہوں نے ان بالوں کو اپنی خوشبو دانی کے اندر رکھ لیا۔“ (طبقات کبری (506/3)

حضرت انس ؓ سے روایت ہے کہ ابو طلحہ رضی اللہ عنہ نے ام سلیم رضی اللہ عنہا سے کہا: ’’آج مجھے آں حضرت ﷺ کی آواز کچھ نحیف اور کمزور لگ رہی ہے۔ میرا خیال ہے کہ آپ ﷺ کو بھوک لگی ہے۔ کیا تمہارے پاس کھانے کی کوئی چیز ہے؟‘‘ انہوں نے کہا ہاں اور جو کی روٹیاں نکالیں پھر اپنے دوپٹے میں انہیں لپیٹ دیا اور پھر انہیں میرے سر پر باندھ دیا اور مجھے آں حضرت ﷺ کی خدمت میں بھیجا۔ چناں چہ میں گیا تو میں نے دیکھا کہ نبی کریم ﷺ مسجد میں تشریف فرما ہیں اور آپ ﷺ کے ساتھ اور لوگ بھی ہیں۔ میں ان کے پاس جا کر کھڑا ہو گیا۔ نبی کریم ﷺ نے پوچھا: ’’کیا تمہیں ابو طلحہ ؓ نے بھیجا ہے؟‘‘ میں نے عرض کیا جی ہاں۔ آپ ﷺ نے پوچھا: ’’کچھ کھانا دے کر بھیجا ہے؟‘‘ میں نے کہا جی ہاں۔ آپ ﷺ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے فرمایا: ’’اٹھو چلو۔‘‘ چنانچہ وہ سب آپ ﷺ کے ہمراہ چل پڑے۔ میں بھی چلا اور ابو طلحہ ؓ کے پاس پہنچا اور انہیں سارے ماجرے کی خبر دی کہ (نبی کریم ﷺ بہت سے لوگوں کے ساتھ تشریف لا رہے ہیں)۔ حضرت ابو طلحہ رضی اللہ عنہ نے حضرت ام سلیم ؓ کو بتلایا کہ نبی کریم ﷺ بہت سے اصحاب رضی اللہ عنہم کے ساتھ تشریف لا رہے ہیں اور ہمارے پاس اتنا کھانا نہیں ہے جو اتنے افراد کے لیے کافی ہو۔ حضرت ام سلیم ؓ نے (انہیں دلاسہ دیتے ہوئے) فرمایا کہ اللہ اور اس کے رسول ﷺ (ہر کام کی حکمت) بخوبی جانتے ہیں۔

حضرت ابو طلحہ ؓ آگے بڑھ کر نبی کریم ﷺ سے ملے اور آنحضرت کو ساتھ لے کر حضرت ام سلیم رضی اللہ عنہا کے پاس پہنچے۔ آنحضرت ﷺ نے حضرت ام سلیم ؓ سے فرمایا: ’’تمہارے پاس جو ہے لے آؤ۔‘‘ حضرت ام سلیم ؓ نے وہی جو کی روٹیاں حاضر خدمت کر دیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ’’انہیں چورا کر ڈالو۔‘‘ ام سلیم رضی اللہ عنہا نے ایک

چمڑے کے برتن سے گھی نکالا اور سالن کی جگہ رکھ دیا۔ پھر آپ ﷺ نے جو دعاء کرنی تھی وہ کی اور ابو طلحہؓ سے فرمایا کہ: ''دس آدمیوں کو بلالو۔'' انہوں نے دس افراد کو بلایا اور وہ کھانا کھا کر سیر ہو گئے اور باہر چلے گئے۔ پھر آپ ﷺ نے فرمایا: ''اب اور دس آدمیوں کو بلالو۔'' انہوں نے بلایا۔ وہ دس بھی کھا کر سیر ہو گئے۔ پھر آپ ﷺ نے فرمایا: ''دس کو اور بلالو۔'' وہ آئے اور انہوں نے بھی کھایا۔ آپ ﷺ نے چوتھی بار پھر فرمایا: ''دس آدمیوں کو اور بلاؤ۔'' انہوں نے بلا لیا۔ الغرض اسی طرح ان لوگوں نے اچھی طرح خوب پیٹ بھر کر کھانا کھایا اور ان کی تعداد ستر (۷۰) یا اسی (۸۰) تھی۔

(صحیح البخاری حدیث نمبر: (3577)، صحیح مسلم حدیث نمبر: (175)

حضرت خالد بن معدان رضی اللہ عنہ کی آپ ﷺ کے ساتھ محبت

حضرت عبدۃ بنت خالدؓ فرماتی ہیں کہ جب بھی حضرت خالدؓ بستر پر دراز ہوتے تو (نبی کریم ﷺ کے وصال کے بعد) نبی کریم ﷺ اور مہاجرین و انصار صحابہ کرامؓ کی ملاقات کا اشتیاق ظاہر کرتے اور یہ شعر پڑھتے رہتے یہاں تک کہ نیند ان کو اپنی آغوش میں لے لیتی۔

؎ وہی میری اصل اور فضیلت کا باعث ہیں اور انہی کے اشتیاق میں میرا دل تڑپ رہا ہے۔ ان کی ملاقات کا شوق شدت اختیار کر گیا ہے۔ اے میرے رب! مجھے جلدی ان کے پاس پہنچا دیجیے۔

نبی کریم ﷺ سے حضرت قتادۃ بن نعمان رضی اللہ عنہ کی محبت

حضرت قتادۃ بن نعمان رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ کو ایک کمان ہدیہ میں ملی تھی۔ احد کے دن نبی کریم ﷺ نے وہ کمان مجھے عطاء فرمائی اور میں نبی کریم ﷺ کے سامنے کھڑا ہو کر تیر اندازی کرتا رہا۔ یہاں تک کہ وہ کمان ٹوٹ گئی لیکن میں اپنی جگہ سے بالکل نہیں ہلا اور نبی کریم ﷺ کے چہرۂ مبارک کے سامنے کھڑا رہا۔ جب بھی کوئی تیر نبی کریم ﷺ کے چہرۂ اقدس کی طرف آتا تو میں آپ ﷺ کے چہرۂ اقدس کو بچانے کے لیے اپنا چہرہ آگے کر دیتا۔

آخری تیر جو آپ ﷺ کی طرف آیا وہ میری آنکھ میں لگا اور میری آنکھ کا ڈھیلا میرے گال پر آ پڑا۔ میں اپنے ڈھیلے کو ہاتھ میں پکڑے ہوئے آنحضرت ﷺ کی خدمت میں گیا۔ جب آپ ﷺ نے میری ہتھیلی کی طرف دیکھا تو آپ ﷺ کی آنکھوں میں آنسو بھر آئے اور آپ ﷺ نے فرمایا: ''اے اللہ ! قتادہ نے اپنے چہرے کے ذریعے تیرے نبی کے چہرے کو بچایا ہے، پس اس کی آنکھوں کو خوبصورت بنا اور اس کی بینائی کو پہلے سے بھی بڑھا دے۔''

چنانچہ آپ رضی اللہ عنہ کی آنکھیں بہت خوبصورت ہوگئیں اور بصارت بہت تیز ہوگئی۔

(معجم الکبیر للطبرانی (8/19)، حدیث نمبر: (12)، حیاۃ الصحابۃ (۲/115).

حضرت شماس بن عثمان رضی اللہ عنہ کی آپ ﷺ کے ساتھ محبت

جنگ احد میں حضرت شماس رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ کے دفاع کے لیے لڑ رہے تھے۔ نبی کریم ﷺ جس طرف بھی نظر دوڑاتے تو دیکھتے کہ حضرت شماس رضی اللہ عنہ ان کی حفاظت کے لیے دشمنوں سے لڑ رہے ہیں اور خود کو نبی کریم ﷺ کے لیے ڈھال بنائے ہوئے ہیں۔ یہاں تک کہ آپ رضی اللہ عنہ شہید ہو گئے۔ (الطبقات الکبری لابن سعد (245/3).

علامہ ابن کثیرؒ نے البدایہ والنہایہ میں فرمایا ہے کہ: ''حضرت شماس کا اصل نام عثمان تھا۔ آپؓ کے حسن و جمال اور خوب صورتی کی وجہ سے آپؓ کا نام شماس پڑ گیا تھا۔''

حضرت سعید بن المسیب اور حضرت عبد الرحمٰن بن سعیدؓ فرماتے ہیں کہ حضرت شماس بن عثمان رضی اللہ تعالی عنہ غزوہ بدر اور احد میں شریک ہوئے۔ ان کے بارے میں آنحضرت ﷺ نے فرمایا تھا کہ: میں نے شماس بن عثمان کو ڈھال کے مشابہ پایا۔ یعنی احد کے دن جو صحابہ کرامؓ نبی کریم ﷺ کا دفاع کر رہے تھے ان میں سے حضرت شماس بن عثمانؓ نے ایک ڈھال کی طرح نبی کریم ﷺ کی حفاظت کی۔ آنحضرت ﷺ دائیں بائیں جس طرف بھی دیکھتے آپ ﷺ کو اپنی حفاظت کے لیے حضرت شماسؓ تلوار لئے دشمنوں کے ساتھ برسرِ پیکار نظر آتے، حتیٰ کہ جب نبی کریم ﷺ پر غشی طاری ہوگئی تو انہوں نے کسی ڈھال کی مانند نبی کریم ﷺ کو اپنے حصار میں لیے رکھا تھا۔ یہاں تک کہ شہید ہو گئے۔'' (اسد الغابة (۲/608).

حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کی نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے محبت

حضرت عاصم بن محمدؒ اپنے والد کا ارشاد نقل کرتے ہیں کہ ''میں نے کبھی نہیں سنا کہ حضرت عبد اللہ بن عمرؓ نے نبی کریم ﷺ کا ذکر کیا ہو اور آپ کی آنکھوں میں آنسو نہ بھر آئے ہوں۔'' (الطبقات الکبری (168/4)، الاصابة (۲/249)

حضرت عبد اللہ بن دینارؒ فرماتے ہیں کہ ''حضرت عبد اللہ بن عمرؓ جب بھی کسی سفر پر تشریف لے جاتے یا سفر سے واپس لوٹتے تو نبی کریم ﷺ کے روضۂ اقدس پر حاضر ہو کر سلام پڑھتے اور دعاء مانگتے۔ پھر اس کے بعد واپس تشریف لے جاتے۔

(موطا امام مالک حدیث نمبر: (397).

حضرت نافعؒ فرماتے ہیں کہ: ''جب حضرت عبد اللہ بن عمرؓ کسی سفر سے واپس

لوٹتے تو مسجد نبویؐ میں تشریف لاتے اور روضۂ اقدس پر حاضر ہو کر فرماتے :
اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَارَسُوْلَ الله ، اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَااَبَابَكْرٍ ،اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا اَبَتَاهُ۔

(فضل الصلاۃ علی النبی ﷺ اسماعیل القاضی حدیث نمبر (٥٨)' سنن البیہقی (245/5)

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ کا حصول تبرک

حضرت نافعؒ فرماتے ہیں کہ ''حضرت ابن عمرؓ آپ ﷺ کی سنتوں کی اتباع کرتے رہتے تھے کہ جس جگہ آپ ﷺ نے نماز پڑھی، اس جگہ حضرت ابن عمرؓ بھی نماز ادا فرماتے، یہاں تک کہ جس درخت کے نیچے نبی کریم ﷺ ٹھہرے تھے حضرت ابن عمرؓ اس کی دیکھ بھال کرتے، اس کی جڑوں میں پانی دیا کرتے تھے کہ کہیں سوکھ نہ جائے۔

(سیر اعلام النبلاء (213/3), کنز العمال (206/13), حدیث نمبر: (37256).

آپ ﷺ کے شدت اتباع کی ایک اور مثال یہ ہے کہ آپؓ اس جگہ پڑاؤ ڈالتے جہاں نبی کریم ﷺ نے پڑاؤ ڈالا تھا اور ہر اس مقام پر نماز پڑھتے جہاں نبی کریم ﷺ نے نماز ادا فرمائی تھی اور اپنی اونٹنی کو بھی اس جگہ بٹھاتے جہاں نبی کریم ﷺ کی اونٹنی بیٹھی ہوتی تھی۔ (تہذیب الاسماء واللغات للنووی (ا/262)

حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کا آپ ﷺ کے حکم پر عمل

حضرت نافعؒ فرماتے ہیں کہ ''نبی کریم ﷺ نے (مسجد نبوی کے دروازے) باب النساء کے بارے میں فرمایا کہ'' (کیا ہی اچھا ہو) کہ ہم اس دروازے کو خواتین کے لیے چھوڑ دیں۔'' حضرت نافعؒ فرماتے ہیں کہ اس کے بعد حضرت ابن عمرؓ عمر بھر اس دروازے سے داخل نہیں ہوئے۔'' (الطبقات الکبری لابن سعد (162/4).

آپ ﷺ کی محبت میں موت کی بیعت

حضرت ابن عمرؓ فرماتے ہیں کہ حدیبیہ والے دن میں نے دو مرتبہ نبی کریم ﷺ کے ہاتھ پر موت کی بیعت کی۔ فرماتے ہیں کہ جب حضرت عمرؓ نے لوگوں کا ہجوم دیکھا تو مجھے معلوم کرنے کے لیے بھیجا کہ یہ لوگ کیوں جمع ہیں۔ میں نے دیکھا کہ نبی کریم ﷺ موت کی بیعت لے رہے ہیں۔ چنانچہ میں نے بھی بیعت کی اور واپس آکر حضرت عمرؓ کو سارا ماجرا بتایا۔ چنانچہ وہ بھی بیعت کرنے کے لیے تشریف لائے اور ان کے بیعت کرنے کے بعد میں نے بھی دوبارہ بیعت کی۔ (مستدرک حاکم (560/3)

حضرت نافعؒ سے ہی روایت ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے فرمایا: ''جب اگلے سال ہم دوبارہ عمرہ کرنے گئے تو ہم میں سے کوئی دو شخص اس درخت کے نیچے جمع نہیں ہوئے۔ یعنی وہ درخت ہمیں نہیں ملا جس کے نیچے ہم نے رسول اللہ ﷺ کے ہاتھ پر موت کی بیعت کی تھی اور یہ اللہ تعالیٰ کی رحمت تھی (یعنی اگر وہ درخت متعین ہوتا تو شاید اس کو متبرک جان کر لوگ کسی غلطی میں مبتلا ہو جاتے) لوگوں نے حضرت نافعؒ سے پوچھا کہ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے کس چیز پر بیعت کی تھی؟ کیا ان کی بیعت موت پر تھی؟ حضرت نافعؒ نے فرمایا: ''نہیں، بل کہ انہوں نے صبر پر بیعت کی تھی۔''

(صحیح البخاری حدیث نمبر (2958)، کتاب الجہاد)

حافظ ابن حجرؒ فرماتے ہیں: ''موت پر بیعت کا یہ مطلب ہوتا ہے کہ انسان میدان جنگ سے فرار نہیں ہوگا چاہے اسے جان ہی دینی پڑے۔ یہ مطلب نہیں ہوتا کہ مرنا ہی ضروری ہے۔ اس لیے حضرت نافعؒ نے فرمایا کہ یہ بیعت صبر پر تھی یعنی ہم ثابت قدم رہیں گے۔ بھاگیں گے نہیں، ہمارے مقدر میں شہادت ہو نہ ہو۔''

(فتح الباری (188/6)

نبی کریم ﷺ کے ساتھ حضرت سفینہ رضی اللہ عنہ کی محبت

حضرت سفینہؓ جو نبی کریم ﷺ کے آزاد کردہ غلام ہیں، فرماتے ہیں کہ "نبی کریم ﷺ نے پچھنے لگوائے تو مجھ سے فرمایا: "اسے (یعنی خون کو) چوپایوں پرندوں اور انسانوں سے بچا کر دفن کردو۔ میں وہاں سے چلا آیا اور اس خون کو پی لیا۔ پھر جب نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر آپ ﷺ کو یہ بات بتائی تو آپ ﷺ ہنس پڑے۔"

(المعجم الکبیر للطبرانی (81/7)، حدیث نمبر: (6434)، مجمع الزوائد (270/8)، سنن بیہقی (67/7).

نبی کریم ﷺ کے ساتھ حضرت مالک بن سنان رضی اللہ عنہ کی محبت

حضرت ابوسعید خدریؓ فرماتے ہیں: "جب جنگ احد میں آنحضرت ﷺ کا روئے مبارک زخمی ہو گیا تو میرے والد حضرت مالک بن سنانؓ نے آنحضرت ﷺ کا خون چوسا اور جلدی سے نگل گئے۔ لوگوں نے ان سے پوچھا کہ کیا تم خون پیتے ہو؟ انہوں نے کہا: ہاں! میں نے نبی کریمؐ کا خون مبارک پیا ہے۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: "میرا خون ان کے خون سے مل گیا ہے۔ اب انہیں جہنم کی آگ نہیں چھو سکے گی۔"

(المعجم الاوسط للطبرانی (9|47/)، حدیث نمبر: (9098)، مجمع الزوائد (270/8).

نبی کریم ﷺ کے ساتھ حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ کی محبت

حضرت ابوذرؓ نے نبی کریم ﷺ سے سوال کیا کہ یا رسول اللہ! ایک شخص نیک لوگوں سے محبت تو کرتا ہے مگر ان جیسے اعمال بجالانے کی طاقت نہیں رکھتا۔

آپ ﷺ نے فرمایا: "ابوذر! آخرت میں تم اسی کے ساتھ ہو گے جس سے تم محبت کرتے ہو۔" انہوں نے عرض کیا کہ میں تو اللہ اور اس کے رسول سے محبت کرتا ہوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: "بے شک تم اسی کے ساتھ ہو گے جس سے تم محبت کرتے ہو۔" حضرت ابوذرؓ نے دوبارہ اپنی بات دہرائی تو نبی کریم ﷺ نے دوبارہ یہی

جواب ارشاد فرمایا۔

(سنن ابی داود حدیث نمبر: (5126)، باب إخبار الرجلِ الرجلَ بمحبته الیه

حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کی نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ محبت

حضرت عبداللہ بن زبیرؓ کے آزاد کردہ غلام حضرت کیسان فرماتے ہیں: ''حضرت سلمانؓ نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو دیکھا کہ حضرت عبداللہ بن زبیرؓ (باہر کھڑے) ایک پلیٹ میں موجود کوئی چیز پی رہے ہیں۔ (فارغ ہوکر) جب حضرت عبداللہ بن زبیرؓ نبی کریم ﷺ کے پاس تشریف لائے آپ ﷺ نے پوچھا ''فارغ ہو گئے ہو؟'' انہوں نے کہا جی: ہاں! یارسول اللہ: ۔حضرت سلمانؓ نے پوچھا ''یارسول اللہ! کیا بات ہے''۔آپ ﷺ نے فرمایا: ''میں نے ان کو اپنے پچھنوں کا خون باہر انڈیلنے کے لیے دیا تھا۔'' حضرت سلمانؓ نے کہا: ''یارسول اللہ! اس ذات کی قسم جس نے آپ ﷺ کو نبی برحق بنا کر مبعوث فرمایا ہے۔انہوں نے اس خون کو پی لیا ہے۔'' نبی کریم ﷺ نے حضرت عبداللہ بن زبیرؓ سے پوچھا: ''کیا واقعی تم نے وہ خون پی لیا ہے؟'' انہوں نے کہا: جی ہاں۔آپ ﷺ نے پوچھا: کیوں؟ تو انہوں نے کہا کہ مجھے یہ بات اچھی لگی کہ نبی کریم ﷺ کا خون میرے پیٹ میں جائے۔نبی کریم ﷺ نے حضرت ابن زبیر کے سر پر ہاتھ رکھ کر فرمایا: ''تم جن پر حملہ کرو گے ان کے لیے بھی تباہ کن ثابت ہو گے۔تمہیں جہنم کی آگ ہرگز نہ چھو سکے گی، سوائے اللہ تعالیٰ کی قسم کے۔

(حلیۃ الاولیاء (۱/330)، البدایۃ والنہایۃ (۸/333).

(اللہ تعالیٰ کی قسم سے مراد یہ آیت مبارکہ ہے: وَاِنۡ مِّنۡكُمۡ اِلَّا وَارِدُهَا‌ ۚ كَانَ عَلٰى رَبِّكَ حَتۡمًا مَّقۡضِيًّا ۝71 ثُمَّ نُـنَجِّى الَّذِيۡنَ اتَّقَوْا وَّنَذَرُ الظّٰلِمِيۡنَ فِيۡهَا جِثِيًّا

72ے(16- قال الم (108) | 19- سریم (71-72)

اس آیت کے بارے میں علماء کا اختلاف ہے کہ جہنم پر ''ورود'' سے کیا مراد ہے بعض کہتے ہیں کہ اس سے مراد دخول ہے کہ مومنین بھی جہنم میں داخل ہوں گے لیکن جہنم کی آگ ان کے لیے اس طرح سلامتی والی بن جائے گی جیسے حضرت ابراہیم علیہ السلام کے حق میں گلزار بن گئی تھی۔ بعض علماء فرماتے ہیں کہ اس سے مراد پل صراط سے گزرنا ہے۔ (فتح القدیر للشوکانی (3/370).

حضرت عامر بن عبداللہ فرماتے ہیں کہ میرے والد حضرت عبداللہ بن زبیر نے مجھے بیان فرمایا کہ وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پچھنے لگوا رہے تھے۔ جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فارغ ہوئے تو فرمایا: ''عبداللہ! یہ خون لے جاؤ اور اس کو ایسی جگہ انڈیل دو جہاں تمہیں کوئی نہ دیکھ رہا ہو۔'' چنانچہ وہ آں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس سے چلے آئے اور تھوڑی دور آ کر اس خون کو پی لیا۔ جب فارغ ہو کر آں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں پہنچے تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پوچھا: ''اس خون کا تم نے کیا کیا؟'' انہوں نے کہا: یارسول اللہ! میں نے اس خون کو سب سے زیادہ مخفی جگہ چھپایا ہے۔ میرے خیال میں لوگوں سے چھپانے کے لیے اس سے پوشیدہ جگہ کوئی نہیں ہو سکتی۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''شاید اس خون کو تم نے پی لیا ہے۔'' انہوں نے کہا: جی ہاں یارسول اللہ! میں نے اسے پی لیا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''لیکن تم نے خون کیوں پیا؟ تم جن لوگوں پر حملہ آور ہو گے ان کے لیے تباہ کن ثابت ہو گے اور جو تم پر حملہ آور ہوں گے ان کے لیے بھی تباہ کن ثابت ہو گے۔ حضرت ابو عاصمؒ فرماتے ہیں کہ صحابہ کرامؓ کا خیال تھا کہ حضرت عبداللہ بن زبیرؓ کی قوت کا راز آں حضرت کا وہ خون ہی تھا جو انہوں نے پیا تھا۔ (الاصابة (۲/310)

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے حضرت سوادۃ بن عمرو رضی اللہ عنہ کی محبت

حضرت حسنؓ فرماتے ہیں کہ ”ایک انصاری صحابی جن کا نام سوادۃ بن عمروؓ تھا، زعفران کی طرح کی ایک خوشبو لگاتے تھے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب ان کو دیکھتے تو ان سے ہنسی مذاق کیا کرتے تھے۔ایک دن وہ خوشبو میں مہکے ہوئے تشریف لائے تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہاتھ میں ایک لکڑی تھی۔آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مذاق میں ان کے پیٹ میں اس لکڑی سے ایک کچوکہ لگا دیا انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے قصاص کا مطالبہ کر دیا۔نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے لکڑی ان کے ہاتھ میں پکڑا دی۔آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دو قمیصیں پہنی ہوئی تھیں۔ان صحابی نے وہ لکڑی اپنے ہاتھ میں پکڑی اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قمیص اوپر اٹھانے لگے۔لوگوں نے انہیں ڈانٹ ڈپٹ کی اور اس کام سے روکا، (لیکن وہ اپنے کام میں مشغول رہے) اور جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قمیص اس مقام تک اٹھالی جہاں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انہیں لکڑی ماری تھی تو انہوں نے لکڑی ایک طرف پھینکی اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جسم انور سے چمٹ کر اسے بوسے دینے لگے اور عرض کیا: ”یا رسول اللہ! میں اپنا قصاص چھوڑ دیتا ہوں تاکہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس کی وجہ سے قیامت کے دن میری شفاعت فرمائیں۔“ (یعنی آں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پیٹ مبارک کو بوسہ دینے کے لئے ایسا کیا)   (مصنف عبد الرزاق 467/9), حدیث نمبر: (18039)

حضرت سواد بن غزیۃ رضی اللہ عنہ کی محبت

سیرۃ ابن ہشام میں ہیکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جنگ بدر والے دن ایک تیر کے ساتھ صحابہ کرامؓ کی صفیں سیدھی فرما رہے تھے۔جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سواد بن غزیہ رضی اللہ عنہ کے پاس سے گزرے تو وہ صف سے باہر نکلے ہوئے تھے۔آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس تیر کے ساتھ ان کے پیٹ میں کچوکہ لگاتے ہوئے فرمایا: ”سواد برابر ہو جاؤ۔“ انہوں نے عرض کیا

یارسول اللہ! آپ نے مجھے تکلیف پہنچائی ہے۔حالانکہ اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو حق اور عدل کے ساتھ مبعوث فرمایا ہے۔مجھے بدلہ دیں۔نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے بطن مبارک سے کپڑا ہٹاتے ہوئے فرمایا:''لو اپنا قصاص لے لو۔''

راوی کہتے ہیں کہ حضرت سوادؓ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے قصاص لینے کی بجائے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جسم مبارک سے چمٹ گئے اور بطن مبارک کو بوسے دینے لگے۔نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دریافت فرمایا :''اے سواد! تم نے یہ حرکت کیوں کی؟''انہوں نے کہا:''یارسول اللہ! آپ دیکھ رہے ہیں (کہ گھمسان کا رن پڑنے والا ہے یعنی ہوسکتا ہے کہ میں شہید ہو جاؤں) لہٰذا میں نے سوچا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے میری آخری ملاقات اس طرح ہو کہ میرا جسم آپ کے جسم سے مس ہو جائے۔پس نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کے لیے خیر و برکت کی دعاء فرمائی۔ (السیرۃ النبویۃ لابن ہشام (310/2)

حضرت حسنؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہاتھ میں ایک چھڑی تھی اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ملاقات ایک صحابیؓ سے ہوئی جنہوں نے زرد رنگ کا خضاب لگایا ہوا تھا۔آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کے پیٹ میں چھڑی سے ضرب لگاتے ہوئے فرمایا:''اس زرد رنگ کو دور کرو،کیا میں نے تمہیں پہلے بھی اس سے منع نہیں کیا تھا؟''چھڑی کی اس ضرب سے ان کے پیٹ پر نشان تو پڑ گیا لیکن خون وغیرہ نہیں نکلا۔ان صحابی نے کہا:''یارسول اللہ! مجھے بدلہ چاہیے۔''لوگوں نے انہیں (ملامت کرتے ہوئے) کہا :کیا تم نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بدلہ لو گے؟انہوں نے کہا:کوئی کھال ایسی نہیں ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے میری کھال پر فضیلت دی ہو۔چنانچہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے بطن مبارک سے کپڑا اٹھاتے ہوئے کہا:لو! اپنا بدلہ لے لو۔ان صحابیؓ نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بطن مبارک کو بوسے دیے اور عرض کیا:''میں اپنا قصاص چھوڑتا ہوں تاکہ قیامت

کے دن آپ ﷺ میری شفاعت فرمائیں۔'' (مصنف عبدالرزاق (466/9)

حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی محبت

حضرت علقمہؓ اپنی والدہ سے روایت کرتے ہیں: ''حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ مدینہ طیبہ تشریف لائے تو ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہؓ کی خدمت میں پیغام بھجوایا کہ آپ ﷺ کا کمبل اور موئے مبارک میرے پاس بھجوا دیں۔ چنانچہ ام المومنین حضرت عائشہؓ نے یہ دونوں چیزیں دے کر مجھے ان کی خدمت میں روانہ کیا۔ میں نے جب یہ دونوں چیزیں انہیں پیش کیں تو انہوں نے کمبل تو اسی وقت اوڑھ لیا اور پانی منگوا کر آنحضرت ﷺ کے موئے مبارک اس پانی میں ڈبوئے اور پھر وہ پانی پی لیا اور (جو پانی بچا) اسے اپنے جسم پر بہا لیا۔'' (سیر اعلام النبلاء (148/3)

۲: حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے اپنی وفات سے قبل فرمایا: ''میں ایک مرتبہ نبی کریم ﷺ کو وضو کرا رہا تھا تو آپ ﷺ نے اپنی ایک قمیص اتار کر مجھے پہنا دی۔ بعد میں میں نے اسے سنبھال کر رکھ لیا تھا۔ اور ایک مرتبہ میں نے نبی کریم ﷺ کا ایک کٹا ہوا ناخن چھپا لیا تھا (یہ دونوں چیزیں میرے پاس محفوظ ہیں) پس جب میں مر جاؤں تو وہ قمیص مجھے پہنا دینا اور اس ناخن کو سرمہ بنا کر میری آنکھوں میں ڈال دینا۔ اللہ تعالیٰ کی رحمت سے امید ہے کہ وہ اس وجہ سے میرے اوپر رحم فرمائیں گے۔''

(سیر اعلام النبلاء (160/3)

۳: حضرت معاویہؓ نے ام المومنین حضرت عائشہؓ کی خدمت میں ایک مرتبہ اٹھارہ ہزار اور ایک مرتبہ ایک لاکھ دینار بھیجے جو انہوں نے شام ہونے سے پہلے پہلے صدقہ کر دیے۔ (سیر اعلام النبلاء (154/3)

۴: ایک مرتبہ حضرت حسنؓ حضرت امیر معاویہؓ کی خدمت میں تشریف لائے۔

امیر معاویہؓ نے آپ سے فرمایا کہ آج میں آپ کو اتنا انعام دوں گا کہ مجھ سے پہلے کبھی کسی نے آپ کو اتنا انعام نہیں دیا ہوگا۔ چنانچہ حضرت امیر معاویہؓ نے آپ کو ۴ لاکھ دئے۔
(سیر اعلام النبلاء (154/3)

ایک صحابی رضی اللہ عنہ کی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ محبت

حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں: "ایک صحابیؓ نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا: "یارسول اللہ! آپ مجھے اپنی جان اور اولاد سے بھی زیادہ محبوب ہیں۔ جب کبھی میں گھر میں ہوتا ہوں اور آپ ﷺ کی یاد مجھے ستاتی ہے تو میں صبر نہیں کرسکتا جب تک کہ آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر آپ ﷺ کی زیارت نہ کرلوں۔ اور جب مجھے یہ خیال آتا ہے کہ میں مر جاؤں گا اور آپ ﷺ بھی اس دنیا سے رخصت ہو جائیں گے تو آپ ﷺ تو انبیاء کے ساتھ جنت کے بلند ترین درجوں میں ہوں گے۔ مجھے یہ ڈر ہے کہ کہیں جنت میں آپ ﷺ کی زیارت سے ہی محرومی نہ ہو جائے۔ نبی کریم ﷺ نے ان کی اس بات کا کوئی جواب ارشاد نہیں فرمایا۔ یہاں تک کہ حضرت جبریل علیہ السلام اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد لے کر نازل ہوئے: وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ فَاُولٰٓئِكَ مَعَ الَّذِيْنَ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ مِّنَ النَّبِيّٖنَ وَالصِّدِّيْقِيْنَ وَالشُّهَدَآءِ وَالصّٰلِحِيْنَ ۚ وَحَسُنَ اُولٰٓئِكَ رَفِيْقًا.

(5 - والمحصنت (46) | 4 - النسآء (69) ۔ (المعجم الصغیر للطبرانی (53/1)، حدیث نمبر: (52)، مجمع الزوائد (7/7).

ترجمہ: اور جس نے اطاعت کی اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی، سو یہی ہیں جو (ہوں گے) ان لوگوں کے ساتھ کہ انعام کیا ہے اللہ نے ان پر (یعنی) انبیاء اور صدیقین اور صالحین (کے) اور بہت اچھے ہیں یہ لوگ بطور رفیق کے۔

آں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے فراق میں انصار رضی اللہ عنہ کی آہ و بکا

حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں: ''نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم (اپنے مرض الوفات میں باہر) تشریف لائے تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو بتلایا گیا کہ انصار مرد اور خواتین سب مسجد میں جمع ہو کر رو رہے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا: ''کیوں رو رہے ہیں؟'' جواب ملا کہ وہ آں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی وفات کے خوف سے رو رہے ہیں۔ یہ سن کر آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم منبر پر تشریف فرما ہوئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے اپنے جسم مبارک پر کپڑا لپیٹا ہوا تھا۔ دونوں کندھوں پر چادر ڈالی ہوئی تھی اور سر مبارک رومال سے باندھا ہوا تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء بیان کرنے کے بعد فرمایا: ''لوگو! بے شک لوگوں کی تعداد بڑھ جائے گی اور انصار کم ہوتے رہیں گے۔ یہاں تک کہ یہ کھانے کے اندر نمک کی طرح ہو جائیں گے۔ تم میں سے جو کوئی بھی ان کا امیر بنے تو وہ ان کی اچھائیوں کو قبول کرے اور خطاؤں سے درگزر کرے۔'' (مجمع الزوائد 10/37)

حضرت ذوالبجادین رضی اللہ عنہ کی لاش اٹھانے والے سے آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا ارشاد

حضرت ادرعؓ فرماتے ہیں کہ ایک رات میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی پہرہ داری کے لیے آیا تو میں نے سنا کہ کوئی شخص بلند آواز سے قرآن کی تلاوت کر رہا ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم باہر نکلے تو میں نے کہا: یارسول اللہ! یہ شخص ریا کار ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا: ''یہ عبداللہ بن ذوالبجادین ہیں۔ پس جب مدینہ شریف میں ان کی وفات ہوئی اور تجہیز و تکفین سے فارغ ہو کر لوگ ان کا جنازہ اٹھانے لگے تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا: ''ان کو نرمی سے اٹھاؤ، اللہ بھی ان کے ساتھ نرمی کا معاملہ فرمائیں گے، کیوں کہ ان کو اللہ اور اس کے رسول سے محبت تھی۔'' جب ان کے لیے قبر کھودی جانے لگی تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا: ''قبر کشادہ کرو، اللہ تعالیٰ اس پر کشادگی فرمائیں گے۔'' بعض صحابہؓ نے عرض

کیا: ''یارسول اللہ! آپ ان کی وفات پر بہت غمگین نظر آرہے ہیں۔آپ ﷺ نے فرمایا: ''انہیں اللہ اور اس کے رسول سے محبت تھی۔'' (سنن ابن ماجہ حدیث نمبر (۱۵۵۹)

ایک صحابی کا روزِ قیامت، اللہ اور رسول کی محبت پر بھروسہ

حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے نبی کریم ﷺ سے پوچھا کہ قیامت کب قائم ہوگی؟ آپ ﷺ نے پوچھا: ''تم نے آخرت کے لیے کیا تیاری کر رکھی ہے؟'' انہوں نے کہا: ''یارسول اللہ! میں نے آخرت کے لیے کوئی خاص تیاری تو نہیں کی، ہاں اتنا ضرور ہے کہ میں اللہ اور اس کے رسولؐ سے محبت کرتا ہوں۔'' آپ ﷺ نے فرمایا: ''تیرا حشر اسی کے ساتھ ہوگا جس سے تو محبت کرتا ہے۔

حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ ہمیں نبی کریم ﷺ کے اس فرمان سے اتنی خوشی ہوئی کہ اس سے قبل اتنی خوشی کبھی نہ ہوئی تھی۔اس کے بعد حضرت انسؓ نے فرمایا کہ میں آں حضرت ﷺ اور حضرت ابو بکرؓ سے محبت کرتا ہوں اور ان کے ساتھ محبت کی وجہ سے مجھے امید ہے کہ میرا حشر انہی حضرات کے ساتھ ہوگا، اگر چہ میں ان جیسے اعمال نہ کر سکا۔

(صحیح البخاری حدیث نمبر: (6167)، صحیح مسلم کتاب البر والصلۃ 'باب المرء مع من احب اللہ)

بخاری شریف میں ہے کہ ایک دیہاتی آں حضرت ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور سوال کیا: ''یارسول اللہ! قیامت کب قائم ہوگی؟'' آپ ﷺ نے فرمایا: ''تجھ پر افسوس! تو نے اس کے لیے کیا تیاری کر رکھی ہے؟'' اس نے کہا: میں نے اس کے لیے کوئی خاص تیاری تو نہیں کی لیکن میں اللہ اور اس کے رسول سے محبت کرتا ہوں۔آپ ﷺ نے فرمایا: ''تیرا حشر اسی کے ساتھ ہوگا جس سے تو محبت کرتا ہے۔'' اس نے کہا کہ کیا واقعی ہمیں یہ مرتبہ حاصل ہو گا؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''جی

ہاں“! حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اس روز نبی کریم ﷺ کا یہ ارشاد سن کر ہم خوشی سے پھولے نہیں سمارہے تھے۔

(صحیحالبخاری (2282/5) ,حدیث نمبر: (5815) ,کتاب الادب.

ترمذی شریف میں ہے کہ ایک شخص نے نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر یہ سوال کیا: ”یارسول اللہ! قیامت کب قائم ہوگی؟ آپ ﷺ کوئی جواب دیے بغیر ہی نماز کے لیے تشریف لے گئے، اور نماز سے فارغ ہو کر فرمایا: ”وہ شخص کہاں ہے جو قیامت کے متعلق سوال کر رہا تھا؟“

اس شخص نے کہا: میں ہوں یارسول اللہ! آپ ﷺ نے اس سے فرمایا: ”تم نے قیامت کے لیے کیا کچھ تیاری کر رکھی ہے؟“ اس نے کہا: ”یارسول اللہ! میں نے آخرت کے لیے بہت زیادہ روزے اور نمازیں تو جمع نہیں کیں لیکن میں اللہ اور اس کے رسول سے محبت کرتا ہوں۔“ آپ ﷺ نے فرمایا: ”آدمی کا حشر اسی کے ساتھ ہوگا جس سے وہ محبت کرتا ہے اور تم بھی آخرت میں اسی کے ساتھ ہوگے جس سے تم محبت کرتے ہو۔“ راوی کہتے ہیں کہ میں نے دیکھا کہ اس بات پر مسلمان اتنے خوش ہوئے کہ اسلام لانے کے بعد کسی بات پر انہیں اتنی زیادہ مسرت نہیں ہوئی ہوگی۔

(سنن الترمذی (595/4) ,حدیث نمبر: (2285) ,کتاب الزهد ,باب ماجاء أن المرء مع من أحب)

مہاجرین کی آپ ﷺ کے ساتھ محبت

مہاجرین صحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی آں حضرت ﷺ سے محبت کے بہت سے واقعات گزر چکے ہیں۔ یہاں ہم جلیل القدر صحابی حضرت مقدادؓ کا وہ ارشاد نقل کرتے ہیں جو انہوں نے تمام مہاجرین کی نیابت کرتے ہوئے ارشاد فرمایا تھا۔ بخاری شریف میں ہے کہ غزوۂ بدر کے موقع پر آں حضرت ﷺ نے مہاجرین کے

سرآوردہ لوگوں سے جن میں حضرت ابو بکرؓ حضرت عمرؓ اور حضرت مقدادؓ بھی شامل تھے؛ دشمنوں کے ساتھ جہاد کے بارے میں رائے معلوم کرنا چاہی تو اس موقع پر حضرت مقدادؓ نے فرمایا: ”ہم آپ کو وہ بات نہیں کہیں گے جو حضرت موسیٰ علیہ السلام کی قوم نے ان سے کہی تھی کہ آپ اور آپ کا اللہ جا کر لڑیں، بل کہ ہم تو آپ ﷺ کے دائیں بائیں اور آگے پیچھے ہر طرف سے قتال کریں گے۔“ راوی کہتے ہیں کہ میں نے دیکھا ان کی اس بات سے نبی کریم ﷺ کا چہرہ مبارک خوشی اور مسرت سے چمکنے لگا۔

انصار رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی محبت

حضرت مقدادؓ کی بات سننے کے بعد نبی کریم ﷺ نے انصارؓ کے قائدین کی رائے معلوم کرنا چاہی ایک تو انصار کی تعداد زیادہ تھی اور دوسری بات یہ کہ بیعت عقبہ میں یہ شرط نہیں تھی کہ انصار مدینہ منورہ سے باہر آپ ﷺ کے دفاع میں تلوار اٹھائیں گے (اور یہ لڑائی چونکہ مدینہ منورہ سے باہر تھی اس لیے آپ ﷺ ان کی رائے لینا چاہ رہے تھے تو حضرت سعد بن معاذؓ (جن کے ہاتھوں میں انصار کا جھنڈا تھا) کے ذھن میں یہ بات آئی تو انہوں نے فرمایا: ”ہم آپ ﷺ پر ایمان لا چکے ہیں اور آپ ﷺ کی تصدیق کر چکے ہیں اور گواہی دے چکے ہیں کہ آپ ﷺ جو دین وشریعت لے کر آئے ہیں وہ حق اور سچ ہے۔ اور ہم آپ کی اطاعت پر عہد و پیمان کر چکے ہیں اس لیے آپ ﷺ جو چاہیں کر گذریں۔ قسم ہے اس ذات کی جس نے آپ ﷺ کو حق دے کر مبعوث فرمایا ہے! اگر آپ ہمیں سمندر کے کنارے لے جا کر اس میں اترنا چاہیں گے تو ہم بھی آپ کے ساتھ ہی اس میں چھلانگ لگائیں گے۔ ہم میں سے کوئی بھی پیچھے نہیں رہے گا، ہم آپ کے ہمراہ دشمن کے ساتھ لڑنے کو ناپسند نہیں سمجھتے۔ ہم جنگ کے اندر بڑی ثابت قدمی کا مظاہرہ کرتے ہیں اور بڑی استقامت کے ساتھ دشمن کا مقابلہ کرتے ہیں۔ خدا کرے ہمارے جوہر دیکھ کر آپ ﷺ کی آنکھیں ٹھنڈی ہوں۔

آپ ﷺ اللہ کا نام لیں اور ہمیں لے جائیں۔"

حضرت سعد بن معاذؓ کی یہ تقریر سن کر آپ ﷺ بے حد مسرور ہوئے۔ پھر آپ ﷺ نے فرمایا: "بڑھو! تمہارے لیے ایک خوش خبری ہے کیوں کہ اللہ تعالیٰ نے مجھ سے وعدہ کیا ہے کہ وہ دو جماعتوں میں سے ایک پر مجھے فتح عطا فرمائے گا۔ خدا کی قسم! مجھے ایسا لگ رہا ہے جیسے میں قریش کی قتل گاہیں اپنی آنکھوں سے دیکھ رہا ہوں۔ (السیرۃ النبویۃ لابن ہشام (162/۳) والسیرۃ النبویۃ لابن کثیر (392/۲)

حضرت زید بن دثنہ رضی اللہ عنہ کی آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے محبت

جنگِ احد کے بعد نبی کریم ﷺ کے پاس کچھ افراد آئے اور اپنے قبیلے میں دین کی تعلیمات سکھانے کے لیے صحابہ کرامؓ کو بھیجنے کی درخواست کی۔ آپ ﷺ نے چند صحابہؓ کو ان کے ہمراہ بھیجا، جن میں حضرت زید بن دثنہؓ شامل تھے۔ راستے میں ان پر قبیلہ ہذیل وغیرہ نے حملہ کر کے شہید کر دیا، لیکن حضرت زید بن دثنہؓ کو صفوان بن امیہ نے اپنے باپ کی طرف سے قتل کرنے کے لیے خرید لیا اور اپنے ایک آزاد کردہ غلام نطاس کے ہمراہ حرم سے باہر تنعیم کی طرف بھیجا تاکہ وہاں انہیں قتل کر دیا جائے۔ قریش کے بہت سے لوگ وہاں جمع ہو گئے۔ ان میں ابوسفیان بن حرب بھی تھا۔ جب حضرت زید بن دثنہؓ کو قتل کیا جانے لگا تو ابوسفیان نے ان سے کہا: "زید! میں تجھے خدا کی قسم دے کر پوچھتا ہوں کہ کیا تجھے یہ بات پسند ہے کہ تو آرام سے اپنے گھر والوں میں ہوتا اور ہم تیری جگہ (معاذ اللہ) محمد ﷺ کو مار دیتے؟"

انہوں نے کہا: "خدا کی قسم! میں یہ بات بھی ہرگز برداشت نہیں کرسکتا کہ نبی کریم ﷺ کو کانٹا بھی چبھے اور میں چین وسکون کے ساتھ اپنے گھر میں بیٹھا رہوں چہ جائے کہ انہیں شہید کر دیا جائے۔"

ابوسفیان کہتے تھے: ”جتنی محبت نبی کریم ﷺ کے صحابہؓ آپ کے ساتھ کرتے ہیں میں نے کسی کو کسی کے ساتھ اتنی محبت کرتے نہیں دیکھا۔“

بالآخر حضرت زید بن دثنہ رضی اللہ عنہ کو ابوسفیان کے غلام نسطاس نے شہید کر دیا۔

(الطبقات الکبری لابن سعد (57/2)، اسد الغابۃ (342/۲)، اسد الغابۃ (242/2-243)

حضرت طفیل بن عمروؓ کی آں حضرت ﷺ سے محبت

جب نبی کریم ﷺ نے طائف کی طرف پیش قدمی کا ارادہ کیا تو حضرت طفیل بن عمروؓ کو عمرو بن دوس کے بت ذی الکفین کو منہدم کرنے کے لیے روانہ کیا اور فرمایا: ”اس کام میں اپنے قبیلے کی مدد حاصل کرنا اور مجھ سے طائف میں آ کر مل جانا۔“ وہ جلدی سے اپنی قوم کی طرف گئے اور ان کی معاونت سے اس بت کو منہدم کر دیا۔ وہ اسے آگ میں جھونک رہے تھے اور ان کی زبان پر یہ شعر تھا ۔

”اے ذی الکفین ! میں تیری عبادت نہیں کرتا۔ ہماری پیدائش تیری پیدائش سے پہلے کی ہے۔ میں نے تیرے جگر میں آگ لگا دی ہے۔“

پھر وہ اپنی قوم کے چار سو سواروں کو لے کر واپس پلٹے اور چار روز کے بعد طائف میں نبی کریم ﷺ کے لشکر سے جا ملے۔

(الطبقات الکبری لابن سعد (157/2)، الاصابۃ (225/2).

حضرت اسید بن حضیرؓ کی محبت

حضرت عبدالرحمٰن بن ابی لیلۃ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت اسید بن حضیرؓ بہت صالح ہنس مکھ اور خوش مزاج آدمی تھے، ایک مرتبہ حضرت اسید بن حضیرؓ نبی کریم ﷺ کی مجلس میں بیٹھے باتیں کر کے لوگوں کو ہنسا رہے تھے کہ آپ ﷺ نے ان کے پہلو میں کچوکہ لگا دیا۔ وہ کہنے لگے: ”یارسول اللہ! آپ ﷺ نے مجھے تکلیف پہنچائی

ہے۔'' آپ ﷺ نے فرمایا: ''بدلہ لے لو۔'' وہ کہنے لگے: ''یارسول اللہ! آپؐ نے تو قمیص زیب تن کی ہوئی ہے جبکہ میرے بدن پر قمیص نہیں تھی۔'' چنانچہ نبی کریم ﷺ نے قمیص اٹھالی اور اسیدؓ آں حضرت ﷺ کے ساتھ لیٹ کر ان کے بطن مبارک کو بوسے دینے لگے اور کہنے لگے: ''یارسول اللہؐ! میرے ماں باپ آپ پر فدا ہوں، میں تو یہ چاہتا تھا۔''

(سنن ابی داود حدیث نمبر: (5224)، کتاب الادب، مستدرک حاکم (327/2)، حدیث نمبر: (5262)

ایک دیہاتی کی آپ ﷺ کے ساتھ محبت

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ''ایک دیہاتی نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور یہ سوال کیا کہ ''قیامت کب قائم ہوگی؟ آپ نے فرمایا: ''افسوس تو نے اس کے لیے کیا تیاری کی ہے؟

اس نے کہا: ''میں نے اس کے لیے تو تیاری نہیں کی؛ لیکن میں اللہ اور اس کے رسول ﷺ سے محبت ضرور کرتا ہوں۔''

آپ ﷺ نے فرمایا: ''تیرا حشر اسی کے ساتھ ہوگا جس سے تو محبت کرتا ہے۔'' یہ سن کر دوسرے صحابہؓ نے پوچھا: ''کیا ہمیں بھی یہ درجہ حاصل ہوگا؟'' آپ ﷺ نے فرمایا: ''جی ہاں۔''

حضرت انسؓ فرماتے ہیں: ''اس دن ہم بہت زیادہ خوش ہوئے۔ اتنے میں حضرت مغیرہؓ کا ایک بچہ وہاں سے گذرا جو میرا ہم عمر تھا، اسے دیکھ کر آپ ﷺ نے فرمایا: ''اگر یہ زندہ رہا تو اس کے بڑھاپے تک پہنچنے سے پہلے ہی (تمہاری) قیامت (موت) آجائے گی۔''

(صحیح البخاری، کتاب الادب، باب فی قول الرجل ویلك حدیث نمبر: (6167)، وصحیح مسلم، کتاب البر والصلة باب المرء مع من أحب.)

حضرت حسّان رضی اللہ عنہ کی محبت اور ان کے اشعار

۱: تو نے حضرت محمد ﷺ کی شان میں نازیبا کلمات کہے ہیں اور میں نے اس کا جواب دیا ہے۔اس جواب کے بدلے میں اللہ مجھے اجرِعظیم عطاء فرمائیں گے۔

۲: تو نے ایک ایسی ہستی کی شان میں گستاخی کی ہے جو پاکیزہ، نیکی کے خوگر اور اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں اور وفاداری ان کے اخلاق کا حصہ ہے۔

۳: میرے باپ، دادا اور میری عزت وناموس، ناموسِ رسالت پر قربان ہے۔

۴: میری بیٹیاں برباد ہوجائیں اگر تم انہیں اس حال میں نہ دیکھو کہ مقام کداء کی آس پاس اپنے گھوڑے دوڑا رہی ہوں۔

۵: اور دشمن کے گھوڑوں کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر اسکا مقابلہ کر رہی ہوں اس حال میں کہ انکے کندھوں پر گیلی گھاس رکھی ہوئی ہو۔

۶: ہمارے عمدہ گھوڑے انتہائی تیز رفتار ہیں۔عورتیں ان کے چہروں کو اپنے دوپٹے سے صاف کرتی ہیں۔

۷: اگر تم ہمارے مقابلے پر نہ آؤ گے تو ہم عمرہ کرلیں گے، فتح حاصل ہوجائے گی اور پردہ ہٹ جائے گا۔

۸: اور اگر تم نے ہم سے مقابلہ کیا تو پھر سخت جنگ کے لیے تیار رہنا، پھر اللہ تعالیٰ جس کو چاہے گا عزت عطاء فرمائے گا۔

۹: اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اس نے اپنے بندے (محمد ﷺ) کو بھیجا ہے۔وہ حق بات کہتے ہیں، یہ بات بالکل ظاہر ہے، مخفی نہیں ہے۔

۱۰: اللہ تعالیٰ نے فرمایا میں نے ایک لشکر تیار کیا ہے جو انصارؓ پر مشتمل ہے۔اس لشکر کے پیشِ نظر صرف ایک ہی مقصد ہے اور وہ ہے دشمن کا سامنا کرنا۔

۱۱: ہمارا ہر روز قبیلہ معد والوں سے سَب وشتم، ہجو اور لڑائی میں مقابلہ ہوتا ہے۔

۱۲: تم اگر حضور ﷺ کی برائی بیان کرو یا ان کی تعریف کرو یا ان کی مدد کرو، سب برابر ہے۔

۱۳: ہمارے درمیان اللہ تعالیٰ کے قاصد جبریل امینؑ موجود ہیں۔ وہ روح القدس ہیں اور ان کی کوئی نظیر نہیں ہے۔

حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں ''میں نے نبی کریم ﷺ کو حضرت حسانؓ کے متعلق یہ فرماتے سنا:

''جب تک تم اللہ اور اس کے رسول کی حمایت اور دفاع کرتے رہو گے، جبریل امینؑ برابر تمہاری نصرت و مدد کرتے رہیں گے۔'' نیز میں نے نبی کریم ﷺ کو ان کے متعلق یہ فرماتے ہوئے بھی سنا: ''حضرت حسانؓ نے ان کی ہجو کی۔

....

شانِ صحابہ

یہ پروانے ہیں، شمعِ بزمِ حرا کے
فدائی نبیؐ کے، مقرب خدا کے
نمونے ہیں یہ، سیرتِ انبیاء کے
یہ پتلے وفا کے، یہ پیکر حیا کے

اقبال سہیل اعظمی

دوسرا باب

آپ ﷺ کے ساتھ حضرات صحابیاتؓ کی محبت کے واقعات

حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی محبت

حضرت ابو حازمؓ فرماتے ہیں کہ حضرت سہل بن سعد الساعدی سے لوگوں نے پوچھا کہ جب نبی کریم ﷺ زخمی ہوئے تو آپ ﷺ کے زخموں کا علاج کس چیز سے کیا گیا تھا؟ انہوں نے فرمایا: ''اب اس بات کو مجھ سے زیادہ جاننے والا کوئی شخص باقی نہیں ہے۔ حضرت علیؓ اپنی ڈھال میں پانی لائے، حضرت فاطمہؓ نے آپ ﷺ کے چہرہ مبارک سے خون دھویا، اتنے میں حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے ایک چٹائی جلا کر اس کی راکھ آپ ﷺ کے زخموں میں بھر دی۔'' (صحیح البخاری (243/1).

حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں: ''نبی کریم ﷺ کی تمام ازواج مطہرات آپ ﷺ کی خدمت میں بیٹھی ہوئیں تھیں، اتنے میں حضرت فاطمہؓ تشریف لائیں اور آپؓ کی چال نبی کریم ﷺ کے بہت زیادہ مشابہ تھی۔ آپ ﷺ نے انہیں دیکھ کر فرمایا: ''میری بیٹی! خوش آمدید۔'' اور پھر انہیں اپنی دائیں یا بائیں طرف بٹھا لیا۔ پھر آپ ﷺ نے ان کے کان میں سرگوشی کی تو وہ رونے لگیں۔ پھر دوبارہ سرگوشی کی تو حضرت فاطمہؓ مسکرانے لگیں۔ میں نے ان سے رونے کی وجہ پوچھی تو انہوں نے جواب دیا کہ میں نبی کریم ﷺ کا راز فاش نہیں کر سکتی۔ پھر میں نے ان سے کہا کہ میں نے کبھی نہیں دیکھا کہ کوئی غمگین ہونے کے بعد اتنی جلدی خوش ہوتا ہو۔ آخر آپ ﷺ نے تم سے ایسی کیا بات کہی جو ہم سے نہیں کہی اور تم اسے سن کر رونے لگی۔ لیکن حضرت فاطمہؓ نے یہی جواب دیا کہ میں نبی کریم ﷺ کے راز کو ظاہر نہیں کر سکتی۔ پھر نبی کریم ﷺ کی وفات کے بعد میں نے دوبارہ آپ سے یہی سوال کیا تو آپؓ نے بتایا: ''نبی کریم ﷺ

نے جب پہلی بار سرگوشی کی تو یہ فرمایا تھا: ''ہر سال جبریلؑ مجھ سے ایک مرتبہ قرآن کا دور کرتے تھے لیکن اس سال دو مرتبہ دور کیا ہے۔ اس لیے میرا خیال ہے کہ میرا وقت قریب آگیا ہے، اور میرے گھر والوں میں سے سب سے پہلے تم مجھ کو ملو گی (یعنی میرے بعد گھر والوں میں سے سب سے پہلے تمہاری وفات ہو گی) اور تمہارے لیے قابل تعریف ہے کہ مجھ جیسی ہستی تمہارے آگے جا رہی ہے۔ میں اس وجہ سے رونے لگی۔ اس پر حضور ﷺ نے دوسری مرتبہ سرگوشی کی: ''کیا تم اس پر راضی نہیں ہو کہ جنت کی تمام عورتوں کی سردار بنو یا یہ فرمایا کہ اس امت کی تمام خواتین کی سردار بنو۔'' تو یہ سن کر میں مسکرا دی۔''

(صحیح مسلم، کتاب فضائل الصحابۃ' باب من فضائل فاطمۃ رضی اللہ عنہا' حدیث نمبر ۲۴۵۱)

حضرت عائشہؓ سے روایت ہے وہ فرماتی ہیں: ''اپنے مرض الوفات میں نبی کریم ﷺ نے حضرت فاطمہؓ کو بلوا کر ان سے کچھ سرگوشی فرمائی تو وہ رونے لگیں، پھر دوبارہ بلا کر کچھ سرگوشی فرمائی تو وہ ہنس پڑیں، جب میں نے ان سے پوچھا کہ کیا بات تھی تو انہوں نے فرمایا: ''نبی کریم ﷺ نے پہلے فرمایا: ''اس مرض میں میری وفات ہو جائے گی۔'' جس سے میں رو پڑی، پھر دوسری مرتبہ آپ ﷺ نے سرگوشی کی تو یہ فرمایا: ''میرے گھر والوں میں سے سب سے پہلے تم مجھے آ کر ملو گی۔'' اس پر میں ہنس پڑی۔'' (صحیح البخاری کتاب المناقب، حدیث نمبر 3625)

حضرت علاء سے روایت ہے کہ جب نبی کریم ﷺ کی وفات کا وقت قریب آیا تو حضرت فاطمہؓ رونے لگیں۔ نبی کریم ﷺ نے ان سے فرمایا: ''میری بیٹی مت رو، جب میری وفات ہو جائے تو کہنا انا للہ و انا الیہ راجعون۔ بے شک بندے کو ہر مصیبت کے بدلے اجر ملتا ہے۔'' حضرت فاطمہؓ نے عرض کیا: ''یا رسول اللہ! آپ کی وفات کی صورت میں (ہم پر مصیبت کا جو پہاڑ ٹوٹے گا کیا اس کے عوض) بھی اجر ملے

گا؟''نبی کریم ﷺ نے فرمایا:''جی ہاں، میری وفات پر (صبر کرنے سے بھی) اجر ملے گا۔''

(الطبقات الکبری لا بن سعد (312/2).

حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ آں حضرت ﷺ پر مرض الوفات میں غشی طاری ہوئی تو حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کہنے لگیں:''ہائے میرے والد کی تکلیف۔'' آپ ﷺ نے فرمایا:''آج کے بعد تمہارے والد پر کوئی تکلیف نہیں ہو گی۔''پھر جب آپ ﷺ کی وفات ہوگئی تو حضرت فاطمہؓ نے کہا:''ابا جان! آپ ﷺ نے اپنے رب کے بلاوے پر لبیک کہا، ابا جان! جنت الفردوس آپ ﷺ کا ٹھکانہ ہے، ابا جان! ہم جبریل علیہ السلام کے سامنے ہی آپ ﷺ کی وفات کا افسوس کرتے ہیں۔'' جب آپ ﷺ کو دفن کیا جا چکا تو حضرت فاطمہؓ نے کہا:''انس! تم نے آں حضرت ﷺ (کی تدفین کے وقت ان) پر مٹی ڈالنے کو کیسے گوارہ کرلیا؟''

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی محبت

حضرت عائشہؓ فرمایا کرتی تھیں:''مجھ پر اللہ تعالیٰ کے بے شمار انعامات میں سے یہ بھی ہے کہ نبی کریم ﷺ کی وفات میرے گھر، میری باری اور میرے سینے اور حلق کے درمیان ہوئی۔ اور نبی کریم ﷺ کی وفات کے وقت اللہ تعالیٰ نے میرے اور آپ ﷺ کے لعاب دہن کو جمع فرما دیا (اس کا قصہ یوں ہوا کہ) حضرت عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ میرے پاس تشریف لائے تو ان کے ہاتھ میں مسواک تھی اور نبی کریم ﷺ نے میرے ساتھ ٹیک لگائی ہوئی تھی۔ میں نے دیکھا کہ نبی کریم ﷺ بار بار مسواک کی طرف دیکھ رہے ہیں۔ میں سمجھ گئی کہ آپ ﷺ مسواک کرنا چاہ رہے ہیں۔ چناں چہ میں نے آپ ﷺ سے پوچھا تو آپ ﷺ نے سر کے اشارے سے رضا مندی کا اظہار فرمایا۔ پس میں نے مسواک پیش کر دی لیکن وہ آپ ﷺ کو بہت زیادہ سخت

محسوس ہوئی تو میں نے پوچھا کہ میں اسے نرم کر دوں ؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سر کے اشارے سے رضامندی ظاہر کی تو میں نے مسواک کو چبا کر نرم کیا اور دوبارہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو پیش کی تو پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مسواک فرمائی۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے ایک برتن میں پانی رکھا ہوا تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بار بار اپنے ہاتھ پانی میں ڈالتے اور انہیں چہرۂ انور پر پھیرتے ہوئے کہتے: ''اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں ہے۔ بے شک موت کی سختی ہوتی ہے۔'' پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنا ہاتھ کھڑا کیا اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زبان پر یہ الفاظ تھے: فِي الرَّفِيقِ الْأَعْلَىٰ (یعنی میں اللہ تعالیٰ کے پاس آنا چاہتا ہوں) یہاں تک کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وفات واقع ہوگئی اور دست مبارک نیچے کو ڈھلک گیا۔

(صحیح البخاری (4/1616)، حدیث نمبر: (4184)، باب مرض النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

امہات المومنین رضی اللہ عنھن کی محبت

ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ جب اللہ تعالیٰ نے آیت خیار نازل فرمائی (یعنی ازواج مطہرات کو یہ اختیار دیا کہ اگر وہ چاہیں تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے علیحدہ ہو کر دنیا کی زندگی کو اختیار کرلیں) تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھ سے فرمایا: ''میں تم سے ایک بات ذکر کرتا ہوں لیکن تم اپنے والدین سے مشورہ کیے بغیر کوئی فیصلہ نہ کرنا۔'' میں نے کہا یا رسول اللہ! وہ کیا بات ہے؟ لیکن نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دوبارہ پھر وہی بات ارشاد فرمائی کہ اپنے والدین سے مشورہ کیے بغیر کوئی فیصلہ نہ کرنا۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے دوبارہ پوچھا کہ یا رسول اللہ! بتلائیے تو سہی وہ کیا بات ہے؟ تو جواب میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ آیت تلاوت فرمائی: يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ قُلْ لِأَزْوَاجِكَ إِنْ كُنْتُنَّ تُرِدْنَ الْحَيَاةَ الدُّنْيَا وَزِينَتَهَا فَتَعَالَيْنَ أُمَتِّعْكُنَّ وَأُسَرِّحْكُنَّ سَرَاحًا جَمِيلًا

اتل ما اوحی (181) | 33-الأحزاب (28)

ترجمہ: اے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کہو اپنی بیویوں سے اگر ہو تم طلب گار دنیاوی زندگی کی اور اس کی زیب وزینت کی تو آؤ میں تمہیں دے دوں اور رخصت کر دوں بھلے (اچھا) طریقے سے۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ: ''میں نے (یہ آیت سنتے ہی فوراً) کہا کہ ہم تو اللہ اور اس کے رسول اور دارِ آخرت کو اختیار کرتی ہیں۔'' نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یہ جواب سن کر بے حد خوش ہوئے اور دوسری ازواج مطہرات کو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہ کا جواب بتایا تو ان سب نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی اتباع کرتے ہوئے اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اختیار کیا۔ (تفسیر طبری (100/21)

حضرت ام ایمن رضی اللہ عنہا کی محبت

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک مرتبہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت ام ایمن رضی اللہ عنہا کے زیارت کو تشریف لے گئے تو میں بھی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ تھا۔ حضرت ام ایمن رضی اللہ عنہا نے پینے کے لیے کوئی چیز پیش کی تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یا تو روزہ سے تھے یا پینا نہیں چاہ رہے تھے۔ بہرحال آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسے واپس لوٹا دیا جس پر انہوں نے رنجیدگی کا اظہار کیا۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وفات کے بعد حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ آئیے ہم اُمِّ ایمن رضی اللہ عنہا کی زیارت کو چلتے ہیں۔ چنانچہ جب یہ دونوں حضرات ان کے پاس پہنچے تو وہ رونے لگیں۔ انہوں نے ان سے کہا کہ آپ کیوں رو رہی ہیں؟ کیا اللہ کے پاس اپنے نبی کے لیے خیر ہی خیر نہیں؟ وہ کہنے لگیں کہ میں اس وجہ سے رو رہی ہوں کہ آسمانی وحی کا سلسلہ منقطع ہوگیا ہے۔ حضرت اُمِّ ایمن رضی اللہ عنہا نے ان دونوں حضرات کو اتنا متأثر کیا کہ وہ دونوں حضرات بھی رونے لگے۔

(السنن الکبری للبیہقی (93/7)، دلائل النبوۃ (427/8)

حضرت ام سلیم عنہا کی نبی کریم ﷺ سے محبت

حضرت ام سلیمؓ کی نبی کریم ﷺ سے محبت کا ایک واقعہ یہ بھی ہے کہ جس وقت حضرت نبی کریم ﷺ مدینہ منورہ تشریف لائے تو انہوں نے اپنے لختِ جگر حضرت انس رضی اللہ عنہ کو خادم کے طور پر نبی کریم ﷺ کی خدمت کے لیے بھیج دیا۔

حضرت انسؓ فرماتے ہیں: ''جب نبی کریم ﷺ مدینہ منورہ تشریف لائے تو آپ ﷺ کے پاس کوئی خادم نہیں تھا۔ چناں چہ میرے والد حضرت ابوطلحہؓ میرا ہاتھ پکڑ کر نبی کریم ﷺ کی خدمت میں لے گئے اور عرض کیا: یارسول اللہ! انس بڑا عقل مند اور ہوشیار بچہ ہے، یہ آپ ﷺ کی خدمت کرے گا۔ پس میں نے سفر و حضر میں آپ ﷺ کی خدمت کی، لیکن آپ ﷺ نے کبھی میرے کیے ہوئے کام کے متعلق یہ نہیں فرمایا کہ تم نے یہ کام ایسے کیوں کیا اور نہ کبھی فرمایا کہ تم نے یہ کام اس طرح کیوں نہیں کیا۔ (صحیح البخاری باب استخدام الیتیم فی السفر والحضر اذا کان صلاحالہ)

بعض روایات سے پتہ چلتا ہے کہ مذکورہ روایت غزوۂ خیبر کے موقع کی ہے جبکہ حضرت انسؓ کو ابتداً ان کی والدہ حضرت ام سلیمؓ بارگاہ نبوی ﷺ میں لے کر حاضر ہوئی تھیں اور پھر غزوہ خیبر کے موقع پر حضرت ام سلیمؓ کے شوہر حضرت انسؓ کو دوبارہ لے کر بارگاہ نبوی میں حاضر ہوئے۔'' (الاصابۃ 461/4)

آپ ﷺ کے پسینہ مبارک کو خوشبو میں ملانا

حضرت ام سلیمؓ بیان فرماتی ہیں کہ نبی کریم ﷺ دوپہر کے وقت ان کے گھر تشریف لائے: تو میں آپ ﷺ کے لیے چمڑے کا ایک ٹکڑا بچھا دیتیں جس پر آپ ﷺ قیلولہ فرماتے تھے۔ آں حضرت ﷺ کو پسینہ بہت زیادہ آتا تھا۔ چنانچہ

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پسینے کو اپنی خوشبو والی شیشی میں ڈال لیا کرتی تھی۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سوال کیا: ”ام سلیم! یہ تم کیا کرتی ہو؟“ انہوں نے عرض کیا: ”یارسول اللہ! میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جسم اطہر کے پسینے کو اپنی خوشبو میں ملا لیتی ہوں تاکہ اس کی خوشبو میں مزید اضافہ ہو جائے۔“

(صحیح مسلم (4/1816)، حدیث نمبر: (2332)، کتاب الفضائل، باب طیب عرقہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم والتبرک بہ)

حضرت ام سلیم رض آں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محرم رشتہ دار تھیں۔

امام نووی رح فرماتے ہیں کہ آں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پسینے سے عمدہ خوشبو آنا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خصوصیت تھی۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اگر خوشبو نہ بھی استعمال فرماتے تب بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جسمِ اطہر سے خوشبو کی مہک اٹھتی رہتی تھی۔ لیکن اس کے باوجود بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرشتوں سے ملاقات، نزول وحی اور مسلمانوں کی مجالس کے لیے اکثر اوقات بہت زیادہ خوشبو استعمال فرماتے تھے۔ (شرح نووی علی مسلم (15/479)

حضرت انس رض فرماتے ہیں کہ جس رات آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عرش کی سیر کو تشریف لے گئے اس رات آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بدن سے دلہن کی خوشبو سے بھی زیادہ خوشبو آرہی تھی۔

(شرح نووی علی مسلم (15/478).

حضرت انس رض سے ہی روایت ہے کہ میں نے ریشم وحریر کسی چیز کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہاتھوں سے نرم نہیں پایا (یعنی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ہتھیلی مبارک ریشم وحریر سے بھی کہیں زیادہ نرم تھی) اور نہ ہی میں نے کوئی ایسی خوشبو سونگھی جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جسم مبارک سے پھوٹنے والی خوشبو سے زیادہ خوشبودار ہو۔

(دلائل النبوۃ بیہقی (2/258)

حضرت ام سلیم رضی اللہ عنہ کی غزوات میں شرکت

تاریخ کی کتابوں میں ہے کہ جنگ احد کے دن حضرت ام سلیمؓ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ تھیں۔ وہ زخمیوں کی مرہم پٹی کر رہی تھیں اور پیاسوں کو پانی پلا رہی تھیں اور آپؓ کے ہاتھوں میں ایک خنجر تھا جو آپؓ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور باقی مسلمانوں کی حفاظت کی غرض سے اٹھایا ہوا تھا۔

حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ جنگ حنین والے دن حضرت اُمِّ سلیم رضی اللہ عنہ اپنے ہاتھ میں ایک خنجر لیے پھر رہی تھیں۔ حضرت ابو طلحہؓ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عرض کیا کہ یارسول اللہ! یہ اُم سلیم اپنے ہاتھوں میں خنجر اٹھائے گھوم رہی ہیں۔ اُم سلیمؓ نے کہا: ''یارسول اللہ! میں نے یہ خنجر اس لیے پکڑا ہوا ہے کہ اگر کوئی مشرک میرے قریب ہو تو میں اس خنجر سے اس کا پیٹ پھاڑ دوں۔'' نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مسکراتے ہوئے فرمایا: ''اے اُم سلیم! بے شک اللہ تعالیٰ ہی کافی اور اچھی حفاظت کرنے والے ہیں۔'' (مسند احمد (286/3) ، الطبقات الکبری لابن سعد (425/8)

حضرت انسؓ سے ہی روایت ہے کہ غزوۂ احد کے دن میں نے حضرت عائشہؓ اور حضرت ام سلیم رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ وہ بڑی تن دہی کے ساتھ مجاہدین کو پانی پلا رہی تھیں۔ وہ پانی کا مشکیزہ بھر کر لاتیں اور مجاہدین کو پانی پلا کر دوبارہ مشکیزہ بھرنے چلی جاتیں۔

حضرت ام سلیم رضی اللہ عنہا کے ھدایا

حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ میری والدہ اُمِ سلیم رضی اللہ عنہ نے میرے ہاتھ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لیے کھجوروں کا ایک بورا بھجوایا، میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے درِ دولت پر حاضر ہوا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وہاں تشریف فرما نہیں تھے، بل کہ اپنے ایک آزاد کردہ غلام

خیاط یا کسی اور کے ہاں تشریف لے گئے تھے، جنہوں نے آپ ﷺ کے لیے گوشت اور کدو کی ثرید بنائی ہوئی تھی۔ میں وہاں پہنچا تو آنحضرت ﷺ نے مجھے وہیں بلوا لیا۔ میں نے دیکھا کہ آنحضرت ﷺ کو کدو بہت پسند تھے۔ چنانچہ میں کدو چن کر آپ ﷺ کے قریب کرنے لگا۔ پھر جب آپ ﷺ اپنے گھر پر تشریف لائے تو میں نے کھجوروں کا وہ بورا آپ ﷺ کے سامنے ڈال دیا۔ آنحضرت ﷺ اس میں سے کھجوریں کھاتے اور تقسیم فرماتے رہے یہاں تک کہ وہ ختم ہو گئیں۔

حضرت اُمِّ بجید رضی اللہ عنہا کی محبت

حضرت اُمِّ بجید ؓ فرماتی ہیں کہ نبی کریم ﷺ ہمارے پاس بنی عمرو بن عوف میں تشریف لایا کرتے تھے۔ میرے پاس ایک بڑا پیالہ تھا میں اس میں ستو بنا کے رکھتی اور جب آنحضرت ﷺ تشریف لاتے تو میں وہ ستو آپ ﷺ کو پلا دیتی تھی۔ ایک مرتبہ میں نے نبی کریم ﷺ سے سوال کیا کہ یا رسول اللہ! بعض اوقات سائل مانگنے کے لیے آتا ہے تو میں چیز چھپا لیتی ہوں (یعنی کچھ موجود ہونے کے باوجود فقیر کو نہیں دیتی)۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''ام بجید سائل کے ہاتھ پر کچھ نہ کچھ ضرور رکھو، چاہے وہ جلا ہوا کھر ہی ہو۔''

حضرت اُمِّ اوس رضی اللہ عنہا کی محبت

حضرت ام اوس ؓ فرماتی ہیں: ''میں نے گھی کو اچھی طرح صاف کر کے ایک برتن میں ڈال کر نبی کریم ﷺ کو بطور ہدیہ پیش کیا۔ آپ ﷺ نے ہدیہ قبول فرما لیا اور تھوڑا سا گھی اس برتن میں ہی چھوڑ دیا اور اس میں پھونک مار کر برکت کی دعاء کی اور پھر فرمایا: ''اس کا برتن واپس کر دو۔'' چنانچہ انہوں نے مجھے وہ برتن واپس دیا تو وہ گھی سے بھرا ہوا تھا۔ مجھے خیال آیا کہ شاید نبی کریم ﷺ نے ہدیہ قبول نہیں فرمایا اور وہی گھی

مجھے واپس لوٹا رہے ہیں۔ چناں چہ میں پریشان ہو کر واپس آئی اور بلند آواز سے کہا کہ یا رسول اللہ ﷺ! میں نے یہ گھی صرف اس لیے بنایا تھا کہ آپ ﷺ اسے تناول فرمائیں۔ نبی کریم ﷺ سمجھ گئے کہ ان کی دعا قبول ہو چکی ہے۔ چناں چہ آپ ﷺ نے وہاں موجود اصحاب رضی اللہ عنہم سے فرمایا کہ ''جاؤ اور اس سے کہو کہ گھی کھاتی رہے اور اس میں برکت کی دعاء کرتی رہے۔'' چناں چہ میں نبی کریم ﷺ کی ساری زندگی اور خلفائے ثلاثہ رضی اللہ عنہم کے دور خلافت تک برابر اس میں سے گھی کھاتی رہی۔ یہاں تک کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں وہ گھی ختم ہوا۔ یہ واقعہ آں حضرت ﷺ کی نبوت کی واضح دلیل ہے۔

حضرت اُمِّ اسید رضی اللہ عنہا کی محبت

حضرت سہل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے: ''جب حضرت ابو اسید الساعدی رضی اللہ عنہ رشتۂ ازدواج سے منسلک ہوئے تو انہوں نے نبی کریم ﷺ اور بعض صحابہ رضی اللہ عنہم کو کھانے پر مدعو کیا۔ اور ان کی اہلیہ رضی اللہ عنہا نے ان حضرات کے لیے کھانا وغیرہ بھی خود تیار کیا۔ نیز انہوں نے رات ہی میں مٹی کے ایک برتن میں پانی کے اندر کھجوریں بھگو دی تھیں۔ جب آنحضرت ﷺ کھانے سے فارغ ہوئے تو انہوں نے وہی شربت آپ ﷺ کو بطور اکرام پلایا۔''

بنی دینار کی خاتون کی محبت

جنگ احد والے دن نبی کریم ﷺ بنی دینار کی ایک خاتون کے پاس سے گزر رہے تھے۔ اس کے والد، بھائی اور شوہر نبی کریم ﷺ کے ہمراہ لڑتے ہوئے جامِ شہادت نوش فرما چکے تھے۔ جب اس کو یہ خبر سنائی گئی تو اس نے کہا (ان کے ذکر کو چھوڑو) نبی کریم ﷺ کے متعلق بتاؤ کہ وہ کیسے ہیں؟ لوگوں نے کہا کہ وہ تمہاری خواہش کے مطابق بالکل صحیح اور تن درست ہیں۔ لیکن وہ کہنے لگیں مجھے دکھاؤ میں آں حضرت ﷺ کی زیارت کرنا چاہتی ہوں۔ لوگوں نے نبی کریم ﷺ کی طرف اشارہ

کیا۔جب انہوں نے نبی کریم ﷺ کے روئے انور کی زیارت کر لی تو کہنے لگیں:
''آپ ﷺ کے ہوتے ہوئے بڑی سے بڑی مصیبت بھی چھوٹی ہے۔''

حضرات صحابہ رضی اللہ عنہم پر آپ ﷺ کی وفات کا اثر

حضرت انسؓ فرماتے ہیں:''جس روز نبی کریم ﷺ مدینہ منورہ میں داخل ہوئے تھے مدینہ کی ہر چیز منور ہوگئی تھی۔اور جس روز آپ ﷺ کا انتقال ہوا، مدینہ کی ہر چیز تاریک ہوگئی۔اور ابھی ہم نبی کریم ﷺ کی تدفین سے فارغ ہی ہوئے تھے کہ ہمارے دلوں کی حالت بدل چکی تھی۔

الحمدللہ کتاب روضۃ الازہار کا ترجمہ مکمل ہوا اللہ تبارک وتعالیٰ قبولیت تامہ عطا فرمائیں اور میرے لیے اور میرے والدین اور بیوی بچوں کے لیے اور جملہ متعلقین کے لیے ذخیرہ آخرت بنائیں۔

وَصَلَّى اللهُ تَعَالٰى عَلٰى خَيْرِ خَلْقِهٖ مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِهٖ وَصَحْبِهٖ اَجْمَعِيْنَ

بِرَحْمَتِكَ يَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِيْنَ۔

سید عبدالعظیم ترمذی

لجنۃ المصنفین۔معہد الترمذی۔ایچی سن سوسائٹی رائیونڈ روڈ لاہور